Book By Paksitanipoint Composing Team

# تمہید بہار

## عالیہ بخاری



# تمہید بہار

موزئیک کی کالی سفید دانے دار سیڑھیاں ہر وقت ہی ٹھکا ٹھاک بجا کرتیں۔ سب سے زیادہ کوفت دادی کو ہوتی تھی ان کا کمرہ سیڑھیوں کے بالکل قریب تھا نچلی منزل پر۔

"دماغ پر جیسے ہر وقت دھمک سی لگتی رہتی ہے سالوں سے سر کا درد جیسے مستقل ایک ہی جگہ ٹھہر گیا ہے۔" وہ ہر آئے گئے کو لازمی آگاہ کرتیں۔ گھر والوں کے حسن سلوک سے متاثر ہونے والا مہمان اپنا ارادہ بدل کر دادی کی ہمدردی میں مبتلا ہو جاتا۔

"اتنا بڑا گھر ہے آپ کوئی اور کمرہ کیوں نہیں لے لیتیں۔" یہ واحد مشورہ تھا جس کے بعد ان کی ساری شکایتوں کو فوری بریک لگ جاتا تھا۔ کمرہ بدل لینے کا مطلب تھا ساری دنیا سے کٹ کر رہ جانا۔

"یہاں کھڑکی سے ہوا اور دھوپ بھی اچھی آتی ہے اور سامنے سے باغیچہ بھی دکھائی دیتا ہے، اس عمر میں تازہ ہوا کھانے کے لیے اور کہیں تو جا نہیں سکتی سو اس لالچ میں یہاں پڑی ہوں۔" سننے والا ان کی دور اندیشی کا قائل ہوتا تھوڑا سا غور کر لینے پر اور کمرے کی کشادگی



Book By Paksitanipoint Composing Team

نفاست اور صفائی کا معیار دیکھ کر گھر والوں سے اس کا گلہ بھی کم ہونے لگتا۔ کسی کو تو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا بس ایک امی تھیں جو شرمندہ ہوتی رہتی تھیں۔

"اتنا شور مت کیا کرو نا، دادی کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس ضعیفی میں انہیں سکون بھی نا ملے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔" ان کا سارا زور سمعیہ اور زری پر چلتا تھا اس وقت بھی کسی کے جانے کے بعد وہ بہت طریقے سے دونوں بیٹیوں کو سمجھانے بیٹھی تھیں۔

"میں تو خیر جاتی ہی نہیں ہوں اوپر، کوئی بہت ہی ضروری کام ہو تو اور بات ہے، سارا ہنگامہ چچی کی اولاد مچائے رکھتی ہے یا پھر۔۔۔۔۔۔!" زری کی شرارت بھری نگاہ سمعیہ پر جا رکی۔

اچھا، خوامخواہ ہی!" اس کا اشارہ سمجھ کر وہ تھوڑا سا گڑبڑائی۔

"غلط تو نہیں کہہ رہی زری، تمہیں تو چین ہی نہیں آتا جب تک دن میں چار چکر نہ لگا لو اوپر کے۔" امی کی فوری تائید زری کی بات پر مہر تھی۔

"میں منع نہیں کرتی بیٹا مگر جب سجیلہ اور تمہاری چچی ہمارے ہاں زیادہ نہیں آتی جاتیں تو تم بھی اتنا زیادہ مت جایا کرو، کیا پتا انہیں اچھا بھی نہ لگتا ہو!" وہی ہزار بار کی دہرائی ہوئی بات! سمعیہ امی کی غلط فہمی دور کرنے کی ہمیشہ ہی کوشش کرتی تھی۔

"وہ لوگ بہت محبت کرتی ہیں امی، ایک دن نہ جاؤں تو سب یاد کرتے ہیں؟"

"خیر بلانے تو تمہیں کوئی نہیں آتا وہاں سے!" زری کو اپنی صاف گوئی پر ناز تھا اور سمعیہ کے سلسلے میں یہ خوبی کچھ زیادہ ہی نمایاں ہونے لگتی تھی۔



"دادی کی وجہ سے آتے ہوئے گھبراتی ہے سجیلہ اور فردوس چچی کے لیے سیڑھیاں چڑھنا اترنا کتنا مشکل ہے سب ہی کو پتا ہے!" زری کی بات کو بہت ضبط سے پی جانے کے ساتھ ہی اس نے اوپر والوں کے سلسلے میں جو صفائی پیش کی تھی۔ اس کی تردید کے لیے بھی زری کے پاس بہت سے شواہد تھے مگر امی کی تنبیہ کرتی نگاہ نے خاموش رہنے کا اشارہ دیا

"دادی کی باتوں کا برا منانا کوئی اچھی بات ہے کیا، اس ضعیفی میں انسان چڑچڑا اور زمانے بھر سے شاکی ہونے ہی لگتا ہے اور وہ لوگ تو الگ تھلگ اوپر رہتے ہیں اگر ہم اس طرح زرا زرا سی باتوں پر برا منانے لگے تو پھر؟"

امی کو خود پر کنٹرول کرنے کی برسوں کی پریکٹس تھی مگر اوپر والوں کے لیے بات کرتے ہوئے انہیں ایک دبا دبا سا غصہ آنے ہی لگتا تھا۔

"چچی کہتی ہیں کہ دادی ہم لوگوں سے محبت کرتی ہیں، آپ ان کی بھانجی ہیں اور وہ غیر، اس لیے ان کے بچوں سے بھی کوئی محبت نہیں کرتا!" ایک ہاتھ سے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے اس نے وہی وجہء تسمیہ بھی بیان کر دی جو فردوس چچی کے منہ سے بارہا سنی تھی

"آہستہ!" امی نے بے ساختہ ہی اس کی اونچی آواز پر ٹوکا۔ دادی سن لیتیں تو ایک اور فضیحتہ! سمعیہ کو کھانا پکانے کے لیے دیر ہو رہی تھی سو بحث کو سمیٹ لینا ہی بہتر تھا۔

"فردوس چچی اور سجیلہ جو کہہ دیتی ہیں سمعیہ کے لیے وہی حرف آخر ہوتا ہے۔ اوپر سے آپ بھی سختی نہیں کرتیں، حد ہے کہ دادی کی بھی برائیاں کرتی ہیں وہ لوگ!" زری اس کے جانے کے بعد بھی بڑبڑاتی رہی خود امی کو بھی۔۔۔۔ نہ اوپر والے پسند تھے اور نہ سمعیہ کا بار بار اوپر جانا مگر بہت سی مصلحتیں آڑے آتی تھیں۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"سمعیہ سادہ دل ہے اور محبت والی بھی، یہ خوبیاں اب کم کم ہی دکھائی دیتی ہیں، میں نہیں چاہتی کہ بار بار منفی باتیں کر کے اس کے صاف شفاف دل کو میلا کروں، خود ہی ایک دن سمجھ جائے گی اور دوسرے تمہارے ابا بھی اپنے بھائی سے بہت محبت کرتے ہیں!" امی کی اپنی سوچ تھی۔

سمعیہ کو فردوس چچی اور سجیلہ سے محبت، ابا کو اختر چچا سے، چلیں جی قصہ ہی ختم، باقی رہ گئی میں اپنا دل جلانے کے لیے!" اس طرح کی گفتگو کے اختتام پر زری کو ہمیشہ ہی سخت جھنجلاہٹ ہوتی تھی۔

"دیکھتی ہوں جا کر کیچن میں کیا پک رہا ہے فردوس چچی اور سجیلہ کی فرمائش پر!" وہ کہتی ہوئی کیچن کی طرف جانے لگی تو امی بے ساختہ ہی ہنس پڑیں۔ اس بار زری نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ امی کو پتا تھا کہ کیچن میں کچھ ایسا ہی ہو رہا ہو گا۔ مگر کیا، کیا جا سکتا تھا، نہ سمعیہ کو بدلنا آسان تھا اور نہ ہی زری کی جھنجلاہٹ کو فی الوقت دور کیا جا سکتا تھزا۔ دونوں بہنوں میں بے حد محبت کے ساتھ ساتھ اس ایک معاملے میں بڑا سخت قسم کا اختلاف پایا جاتا تھا۔ زری دو سال بڑی تھی مگر تحمل اور ذمے داری کے معاملے میں دس سال چھوٹی۔ امی چاہ کر بھی سمعیہ پر سختی نہیں کر پاتیں، دادی اپنے کمرے سے انہیں آواز دے رہی تھیں فوری طور پر انہیں نہ سنا جاتا تو ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو جانا تھا وہ خود ہی فرض کر لیتی تھیں کہ ان کے کاموں سے بچنے کے لیے ان کی آواز کا ان سنا کیا جا رہا ہے۔

"آئی اماں!" پاؤں میں سلیپر ڈالتی ہوئی امی

جلدی سے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں، دادی ایکنئی خبر کا سرا تھامے بیٹھی تھیں۔

"اختر کے بچے ابھی پیپسی کی بوتلیں لے کر اوپر گئے ہیں، کیا کوئی مہمان آیا ہوا ہے ان کے ہاں؟"



"پتا نہیں اماں! میں تو بہت دیر سے اس طرف آئی نہیں ہوں!"

"اور میری جانے کیسے آنکھ لگ گئی آج، تبھی پتا نہیں چلا ورنہ گذر کر تو یہیں سے گئے ہوں گے!" دادی کو اپنے سو جانے کا افسوس ہو رہا تھا۔ "ذرا سمعیہ سے کہو اوپر کا چکر لگا آئے سب خبر ملجائے گی!"

"اچھا نہیں لگتا اماں، وہ لوگ سوچیں گی کہ ہم ہر وقت ان کی جاسوسی کرتے ہیں اور ویسے بھی کسی کے ہاں کوئی آئے جائے، ہمارا واسطہ ہی کیا ہے؟" امی نے بہت رسان سے انہیں سمجھانا چاہا مگر دادی کے لیے سارا مسئلہ ہی اختلاف رائے کا تھا۔

"وہ میرے بیٹے کا گھر ہے زبیدہ اور میں جس وقت اور جب چاہوں وہاں دخل دے سکتی ہوں اس میں کسی کو بیچ میں بولنے کی ضرورت نہیں ہے! مجھے خود پتا ہے کیا صحیح ہے۔ کیا غلط ہے!" جب بھی غصہ آتا وہ اس سے بھی زیادہ بے مروتی سے ڈانٹ لیتی تھیں۔

امی بے چاری کے دل کو بڑی ہی ٹھیس پہنچی تھی، اس بار منع کرنے کی بجائے سمعیہ کو آواز دے کر دادی کے سامنے لا کھڑا کیا۔

"کہ دیں اس سے جو بھی کہلوانا ہے!" کچھ روٹھے ہوئے سے لہجے میں انہوں نے دادی سے کہا اور خود باہر چلی گئیں۔

"فردوس چچی سے پوچھنا کہ اگر اختر میرے لیے بادام لے آیا ہے تو وہ دے دیں اور دیکھنا، اندر جانا، کون مہمان آئے ہیں یہ ضرور دیکھ لینا، یہ نہ ہو کہ اس کے بچے تمہیں دروازے سے ہی ٹال دیں۔" دادی اپنی



Book By Paksitanipoint Composing Team

ایکسائٹمنٹ میں سمعیہ کے چہرے پر تذبذب کے آثار نوٹ نہیں کر رہی تھیں اس وقت ذرا چونکیں جب اپنی بات کے اختتام پر سمعیہ کو ٹس سے مس ہوتے نہیں دیکھا

فردوس چچی نے منع کیا تھا کہ ہمارے مہمانوں کے سامنے مت آنا، صبح ناشتے کے بعد جب میں گئی تھی، تبھی کہہ دیا تھا انہوں نے!"

کیا؟" دادی کو پہلے سخت حیرت اور پھر اس سے بھی زیادہ خفگی گھیرنے لگی۔

"ایسے کون سے بادشاہ سلامت آرہے تھے؟ جو یوں صاف منع کر دیا بچی کو، ویسے تو اپنے ذرا ذرا سے کاموں کے لیے ہر وقت سمعیہ سمعیہ۔۔۔۔!" سمعیہ چپ چاپ کھڑی سنے گئی۔

تھی تو سخت ناانصافی والی بات! اور تھوڑا سا برا اسے بھی لگا تھا جب چچی نے اسے جتا کر کہا تھا مگر وہ فطرتاً بہت دیر کسی بات کو دل سے لگا کر رکھنے والی نہیں تھی۔

"میں کہہ رہی ہوں تم سے کہ ابھی جاؤ اور کہو کہ دادی نے بھیجا ہے، بھلا بتاؤ شرم تو آئی نہیں اس طرح صاف منع کرتے ہوئے!" دادی جوڑوں کے درد کی وجہ سے مجبور تھیں ورنہ شاید وہ اس وقت خود ہی خبر لینے کے لیے اوپر چل پڑتیں۔ سمعیہ یوہی گومگو کی سی کیفیت میں کھڑی تھی۔ دادی کا حکم بجالانا اس وقت از حد مشکل تھا۔

"اصل میں دادی، سجیلہ کے رشتے کے لیے لوگ آرہے ہیں، چچی نہیں چاہ رہی ہیں کہ اس وقت کوئی ڈسٹرب کرے۔" حالانکہ چچی نے تو اصل بات بتانے سے بھی منع ہی کیا تھا مگر اسے بتانی ہی پڑی۔

"اچھا!" دادی کی سمجھ میں جیسے دفعتاً ہی ساری بات آ گئی۔



ایک پر سوچ سی نگاہ انہوں نے سمعیہ کے سادہ اور پر کشش چہرے پر ڈالی اور پھر آہستہ سے بولیں۔

"ٹھیک ہے، پھر رہنے ہی دو مگر یہ کون سا وقت ہے کسی کے گھر آنے کا وہ بھی لڑکی دیکھنے، شام کو آنا چاہیے تھا۔"

ان کے تبصرے پر کسی مزید تبصرے کی ضرورت نہیں تھی سمعیہ چپ چاپ باہر نکل آئی۔ سامنے کاریڈور میں امی کھڑی تھیں سجیلہ کے رشتے کے لیے آنے والوں کی اطلاع ان کے کان میں بھی پڑ چکی تھی اور دادی کا اسے اوپر جانے سے منع کر دینا نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں کبھی کبھی دادی بھی خود غرض لگنے لگی تھیں تھوڑی سی۔ "کیسے منع کر دیا فوراً سمعیہ کو!" دل ہی دل میں کڑھتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلی آئیں۔

"سب کو سجیلہ کی شادی کی فکر ہے زری اور سمعیہ کسی کو بھی نظر نہیں آتیں!" ان کا دل برا ہونے لگا۔ سجیلہ کے رشتے کے لیے آئے دن کوئی نہ کوئی آیا رہتا۔ اچھی خاصی صورت شکل پھر اوپر سے اختر چچا کا ڈھیر سارا پیسہ پھر بھی معلوم نہیں کیوں یہ ہمالیہ سر ہونے میں نہیں آرہا تھا۔ مہمان رخصت ہونے لگے تو دادی نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے ان کا نظارہ کر ہی لیا۔ ذرا آگے جھک کے دیکھنے پر لان سے ملحقہ گیٹ نظر آجاتا تھا۔ دو معقول سی خواتین اور ایک لڑکی۔ شاید لڑکے کی ماں، بھابی یا بہن! دادی نے اندازہ لگایا۔

فردوس چچی بنفس نفیس انہیں چھوڑنے کے لیے نیچے آئی تھیں۔ دادی کو لگا جب وہ نیچے آ ہی گئی ہیں تو شاید کھڑے کھڑے انہیں بھی پوچھنے کے لیے آجائیں گی۔

وہ اسی خیال کے تحت اپنی مسہری پر جا بیٹھیں مگر تھوڑی ہی دیر میں سیڑھیوں پر سنائی دیتی چاپ نے یہ غلط فہمی بھی رخصت کر دی۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

انسان کو پتا بھی نہیں چل پاتا ہے اور زمانہ قیامت کی چال چل جاتا ہے۔ دادی پر بھی عمر کے اس آخری پہر میں آ کر انکشاف ہوا تھا کہ ان کی اہمیت گھٹتے گھٹتے اب صفر رہ گئی ہے یا پھر شاید اس سے بھی کم! انہوں نے چپکے سے اپنی گیلی ہوتی آنکھوں کو خشک کیا۔

سیڑھیوں پر پھر ہنگامہ مچا تھا۔

"ٹیپو، بوبی ادھر آؤ، بات سن کر جاؤ۔" عادت سے مجبور ہو کر وہ سب کچھ بھول کر پھر سے آواز دینے لگیں۔

اس بار انہیں مایوسی بھی نہیں ہوئی۔ فردوس چچی کے دونوں صاحبزادگان نے سیڑھیوں کی طرف کھلنے والے دروازے میں سے دیکھا۔

"یہاں اندر آؤ!"

"جی دادی!"

"کہاں جا رہے ہو تم دونوں؟" حالانکہ کچھ کچھ اندازہ بھی تھا مگر پھر بھی وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکیں۔

"بریانی اور حلیم لینے!" جواب حسب توقع تھا۔ دادی ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئیں۔ یہ روز کا معمول تھا، سڑک کے دوسری طرف ایک بریانی سینٹر واقع تھا چوبیس گھنٹے بریانی، قورمہ، حلیم، شام کو ایک اسپیشلٹی اور بڑھ جاتی چکن برگر بھی، ٹیپو اور بوبی سارا دن خوشی خوشی یہاں سے وہاں دوڑتے پھرتے۔

"ہر وقت بازار کے کھانے مت کھایا کرو، اتنے تیز مصالحے اور معلوم نہیں کون سا گھی تیل استعمال کرتے ہیں، صحت خراب ہوتی ہے بیٹا!" دونوں بھائیوں نے بہت بور سی شکل بنا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ دادی کے پاس نصیحتیں بھی ایک ہی جیسی تھیں۔



"آج مہمان آئے ہوئے تھے اس لیے کھانا نہیں پک سکا!" اپنے طور پر انہوں نے بہت معقول سا جواز دے کر جان چھڑائی تھی مگر یہاں سب ہی کو پتا تھا کہ فردوس چچی کو شروع سے ہی کھانا پکانا دو بھر لگتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اب بچوں کو بھی باہر کے کھانے کی لت لگ چکی تھی۔

"ہم جائیں دادی؟" دونوں کتنی ہی بار بے صبری سے پوچھ چکے تھے، دادی نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایک لمحہ بھی ضائع کی بغیر دونوں فوراً ہی واس ہو لیے

آج پھر دونوں اسکول سے چھٹی کیے بیٹھے تھے، رات گئے تک کمپیوٹر اور ٹی وی کی مصروفیات صبح سویرے اٹھنے میں حارج ہوتی تھیں، ہفتے میں ایک دو دن یوں ہی نکل جاتے تھے ویسے بھی دونوں کا کوئی خاص رجحان نہیں تھا پڑھائی کی طرف۔ ایک آٹھویں میں تھا اور دوسرا دسویں میں، بے حد لاڈلے اور منہ زور۔ سجیلہ کے بعد پورے دس سال کے انتظار کے بعد پہلے ٹیپو اور پھر بوبی خود بخود ہی خاص الخاص اہمیت اختیار کر گئے تھے۔

فردوس چچی کہتی تھیں کہ ان کے بچوں کو کون سا نوکری کرنی ہے، کاروبار سنبھالنا ہے، سو وہ کون سا مشکل کام ہے۔

* * * * * *

گیٹ پر وین آ کر رکی تھی۔ زری نے ابھی کھانا کھانا شروع ہی کیا تھا کہ اس کا ہارن بجنا شروع ہو گیا ہاتھ میں تھاما ہوا نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھالو، پانچ دس منٹ سے کوئی فرق نہیں پڑتا!" امی چاہتی تھیں کہ وہ کم از کم کھانا تو کھا



Book By Paksitanipoint Composing Team

کرجائے مگر زری پر فکر سوار رہتی تھی۔

"پہلے دو پریڈ مجھے ہی لینے ہیں امی، راستے میں بھی ابھی اچھا خاصا وقت لگ جائے گا!" وہ شام کے ایک پرائیویٹ گرلز کالج میں فرسٹ اور سیکنڈ ایئر کی لڑکیوں کو پچھلے چار پانچ سالوں سے بوٹنی پڑھا رہی تھی۔ اپنا پرس اٹھا کر وہ چلنے کو ہوئی تو سمعیہ بھی اس کے پیچھے آئی۔

"میں اگر سجیلہ کے ساتھ بازار نہیں جاتی تو تمہیں اس وقت اتنی دیر نہ ہوتی کھانا تو آرام سے کھا ہی لیتیں!" آج سجیلہ کے ساتھ اس کے کاموں کی غرض سے بازار میں مارے مارے پھرتے رہنے میں اتنی دیر لگی کہ وہ ابھی آدھے گھنٹے پہلے گھر آئی تھی۔ صبح سے زری کو گھر کے بھی کام دیکھنے پڑے اور اب لپ جھپ کالج کی تیاری بھی۔ سمعیہ کو واقعی افسوس ہو رہا تھا زری ہلکے سے ہنس پڑی۔

"کوئی بات نیں میں نے تو ویسے بھی ناشتہ بہت دیر میں کیا تھا، ذرا بھی بھوک نہیں ہے۔" سمعیہ کی فردوس چچی کے گھرانے کے ساتھ حد سے بڑھی محبت پر اسے کتنا بھی اعتراض سہی مگر اسے یوں شرمندہ یا اداس دیکھنا بالکل بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔

"سنو۔۔۔" دفعتاً اسے کچھ یاد آیا "آج سعیدہ خالہ آئیں گی شام میں، انہیں کھانے پر روک لینا پلیز!"

"خالی انہیں یا عاطف بھائی کو بھی!" سمعیہ نے شرارت سے اس کی طرف دیکھا تو وہ جھینپ کر دوسری طرف مڑ گئی۔

"خدا حافظ دادی!"

ایک لمحے کے لیے اس نے دادی کے کمرے میں جھانکا اور تقریباً دوڑتی ہوئی باہر چلی گئی۔ سوزوکی کا ہارن



رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ زری چلی گئی تو وہ واپس کھانے کی میز پر آ گئی، امی وہیں بیٹھی تھیں۔

"یہ برتن لے جاؤ کچن میں، تمہارے ابا آ جائیں تو پھر گرم کر کے لگا لینا!"

وہ بنا کچھ کہے برتن سمیٹنے لگی۔ دوپہر کا کھانا کم از کم دو بار لگتا تھا۔ دادی جلدی کھانے کی عادی تھیں سو سمعیہ یا زری میں سے کوئی ایک انہیں ان کے مخصوص ٹائم پر کھانا کھلا دیتا پھر یوں ہی بھاگ دوڑ میں زری کے کالج کا وقت ہو جاتا۔

"سمعیہ!" امی نے کسی سوچ سے نکلتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو وہ ان کی طرف دیکھنے لگی۔

"اس روز جو سجیلہ کے رشتے کے لیے لوگ آئے تھے اس کا کیا بنا، تمہیں کچھ بتایا سجیلہ نے!" حالانکہ وہ ہمیشہ پوری کوشش کرتی تھیں کہ کسی کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں مگر تھوڑی بہت معلومات حاصل کرنے کا حب تو بہر حال ان کا بھی تھا۔ خاص طور پر لڑکیوں کی شادی کے بارے میں۔۔۔۔

"چچی کہہ رہی تھیں کہ بہت اچھے لوگ ہیں، لڑکے کا بزنس بہت اچھا چل رہا ہے، ان لوگوں کو سجیلہ بہت پسند آئی ہے۔ مجھے لڑکے کی تصویر بھی دکھائی تھی امی بہت اچھی شکل کا ہے۔" وہ خوشی خوشی تفصیل بتانے لگی۔

اسے یاد ہی نہیں رہتا تھا کہ ایسی تفصیلات سے امی کے دل پر کیا گزرتی ہے۔

"اس بار تو لگ رہا ہے کہ سجیلہ کا رشتہ طے ہو ہی جائے گا۔" ساری تفصیل کے بعد ایک بڑی خوش آئند پیش گوئی بھی کی۔

"اپنی اپنی قسمت ہے، ان کا آج تک کون سا مسئلہ باقی رہا ہے جو یہ رہ جائے گا، یہ تو ہم ہی ہیں جو کوئی پریشانی کٹنے کا نام نہیں لیتی!" امی ایک ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئیں تو سمعیہ کو شرمندگی سی گھیرنے لگی۔ امی کی سب



Book By Paksitanipoint Composing Team

سے بڑی "پریشانی" تو وہ خود اور زری تھے حالانکہ دیکھا جائے تو کوئی ایسی انوکھی پریشانی بھی نہیں تھی، وقت آنے پر یہ کام بھی بخیر و خوبی انجام پا جانے ہی تھے مگر امی بے چاری بھی کیا کرتیں۔ انہیں زمانے کی بدلی ہوئی چال اور اپنے حالات ڈراتے تھے، زندگی بھر صبر و قناعت کا سبق پڑھتے رہنے کے بعد اب وہ تھکن اور مایوسی کا شکار ہونے لگی تھیں۔

"آج سعیدہ خالہ آئیں گی شام میں!"

"ہاں، کہا تو تھا کل فون کر کے اس نے!" امی نے سرسری سے انداز میں کہا۔ سعیدہ خالہ کا آنا کوئی خاص بات نہیں تھی وہ اکثر ہی آتی رہتی تھیں امی کی ماموں زاد اور بڑی گہری سہیلی تھیں۔

"کھانے پر روک لیجیے گا انہیں!" سمعیہ نے زری کی فرمائش کو مناسب الفاظ میں آگے بڑھایا۔ "بہت دور سے آتی ہیں، ہم لوگ تو ان کے گھر اتنا جا بھی نہیں پاتے۔" امی نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلایا۔

"دیکھو، خدا کرے زری کی بات یہیں بن جائے، اتنا عرصہ گزر گیا، سعیدہ کے آگے پیچھے پھرتے ہوئے بھی مگر کوئی یقینی صورت سامنے آہی نہیں چکتی! امید کی ایک ننھی سی کرن، سعیدہ خالہ کے دم سے تھی، آگے ان کے دل میں کیا تھا یہ خدا ہی بہتر جانتا تھا۔

"عاطف بھائی کی جاب ہو جائے پھر ہی تو بات کریں گی سعیدہ خالہ، ایسے تو انہیں بھی اچھا نہیں لگے گا امی!"

"پتا نہیں مجھے تو ہر وقت دھڑکا سا ہی لگا رہتا ہے، انسان کے خیال بدلنے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔" امی پر آج زیادہ مایوسی طاری ہو رہی تھی اور یہ یقیناً سجیلہ کے رشتے کی خبر سن لینے کی وجہ سے ہو رہی تھی!

"عاطف بھائی ایسے نہیں ہیں، دیکھ لیجیے گا وہ کبھی بھی کہیں اور شادی نہیں کریں گے!" امی کی مایوسی دور



کرنے کے چکر میں وہ بنا سوچے سمجھے وہ بات بھی کہہ گئی جو ابھی محض قیاس و گمان ہی تھی۔

"کیا۔۔۔؟" امی کے ماتھے پر ہلکی سی شکن آئی۔ گھر کے روائتی لگے بندھے ماحول میں انہیں یہ بات اوپری سی لگی۔ "تم سے کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟" انہیں عاطف کا یہاں آئے دن آنے کا مقصد سمجھ میں آنے لگا۔

"کسی نے بھی نہیں کہا مگر میرا اپنا خیال ہے کہ وہ زری کو پسند کرتے ہیں اور یہ کوئی بری بات تو نہیں ہے۔" اس بار وہ تھوڑا سا چڑ ہی گئی۔ (حد ہے دنیا کہاں سے کہاں پہنچ رہی ہے اور یہاں ابھی بھی!)

"ہوں!" امی نے ایک پرسوچ سی نگاہ سمعیہ کے چہرے پر ڈالی۔ "اگر ایسا ہے تو ایک طرح سے اچھا ہی ہے۔"

سعیدہ خالہ حسب توقع سپہر میں آ گئی تھیں۔ عاطف کی بے حد شور مچاتی بائک پر بیٹھ کر آنا ان ہی کی ہمت تھی۔

عاطف اکثر ہی فارغ رہا کرتا تھا سو سعیدہ خالہ خاندان بھر کے سوشل وزٹ آسانی کے ساتھ نمٹا لیا کرتی تھیں۔

دادی کا کمرہ سب کی پسندیدہ جگہ تھی بہت ہی رسمی قسم کے مہمان ڈرائنگ روم میں بٹھائے جاتے تھے ورنہ دادی کا کمرہ ہی استعمال میں رہتا تھا۔ سعیدہ خالہ کو باتیں کرتے کرتے، ہر چند منٹ بعد زری یاد آنے لگتی تھی۔

بے چاری عاطف کے لاابالی پن سے تنگ تھیں ورنہ زری سے ان کی محبت اور دلچسپی کسی سے بھی چھپی ہوئی نہیں تھی۔

"خاندان بھر میں لڑکی تو بس ایک ہی ہے زری، چاہے کوئی کچھ بھی کہے صورت، شکل، قابلیت، سلیقے میں زری سے بڑھ کر کوئی بھی دوسری لڑکی نہیں ہے!2



Book By Paksitanipoint Composing Team

"ابھی تو آئی ہو اور رات کے کھانے سے پہلے تو ہم تمہیں ویسے بھی نہیں جانے دینے والے سمجھیں۔" آج امی اور دنوں سے زیادہ خوش اخلاقی برت رہی تھیں،

"کھانا تو میں پکا کر آئی ہوں، عاطف کا کہنا ہے کہ اچھا نہیں لگتا کہ روز روز کسی کے گھر کھانا کھایا جائے!"

سعیدہ خالہ کے "تکلف" پر سمعیہ کو ہمیشہ ہی ہنسی آنے لگتی تھی۔ یہ ان کے بڑے مخصوص جملے تھے جو وہ کبھی بھی کہنا نہیں بھولتی تھیں اور کبھی ان پر عمل بھی نہیں کرتی تھیں۔ اس وقت بھی اپنی مسکراہٹ کو دبا کر وہ تھوڑا سا رخ پھیر کر چائے کے کپوں میں چینی ملانے لگی۔

"زری جیسی بیٹی تو نعمت ہے، بیٹوں کے برابر سہارا بنی ہوئی ہے، تم تو بہت خوش قسمت ہو زبیدہ!" وہ امی کو رشک آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھیں "کاش میرا عاطف بھی ایسا ذمے دار ہو جائے دن رات دعا کرتی ہوں کہ اسے کوئی اپنے مطلب کی نوکری مل جائے تو ہم بھی سکون کا سانس لے سکیں!" وہ عاطف سے ہمیشہ کی طرح شاکی تھیں اور بات تھی بھی ٹھیک۔ وہ کسی بھی جگہ ٹک کر کام نہیں کر پاتا تھا، آج یہاں، کل وہاں اوپر سے اپنی اس غیر ذمے داری پر ذرا بھی نہیں شرماتا تھا بلکہ اسے اپنی اصول پسندی قرار دیتا تھا۔ اس وقت وہ باہر لاؤنج میں ابا کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سعیدہ خالہ کے ریمارک سن لیتا تو سخت برا مناتا۔

"اے بیٹی سمعیہ، ذرا اوپر سے فردوس کو بھی بلا لو، آئی ہوں تو ان سے بھی مل لوں اوپر تو مجھ سے چڑھا بھی نہیں جائے گا۔" سعیدہ خالہ کو عاطف کی نااہلی کا ذکر کرتے کرتے فردوس چچی یاد آنے لگیں۔ جب بھی وہ یہاں آتیں، اوپر ایک بلاوہ ضرور بھیجتیں، فردوس چچی کا موڈ ہوتا تو آجاتیں، نہیں تو نہیں۔ سمعیہ کو بہر حال حکم بجا



لانا تھا۔ اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں، سیدھی لاؤنج میں کھلتی تھیں اور فردوس چچی اور سجیلہ دونوں ہی وہیں موجود تھیں، گھر میں بھی دونوں اتنے ہی اچھے کپڑے پہنے رہتی تھیں کہ خود بخود شبہ ہوتا تھا کہ شاید کوئی باہر کا پروگرام بن رہا ہے۔ سمعیہ واقف حال تھی، سو عرصہ ہوا اس طرح کی باتوں پر چونکنا چھوڑ چکی تھی۔

"مجھے پتا تھا کہ تم بلانے کے لیے آنے پی والی ہو، ٹیرس سے عطف کی بائیک نظر آگئی تھی مجھے!" اوپر بیٹھے بیٹھے وہ لوگ نچلی منزل کی ساری خبر رکھا کرتے تھے۔

"تو پھر آپ آجاتیں نا نیچے!2 وہ فردوس چچی کے کہنے پر سادگی سے بولی۔ "سعیدہ خالہ آپ کو یاد کر رہی ہیں"۔

"میرا تو بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا ویسے بھی سعیدہ آپا کو برداشت کرنا تم ہی لوگوں کی ہمت ہے بلکہ تم لوگوں نے ہی آگے پیچھے پھر کر انہیں بگاڑا ہے جب دیکھو آئی بیٹھی ہیں۔" سمعیہ چپ چاپ کھڑی ان کا تجزیہ سنے گئی کسی نے بھی اسے بیٹھنے کے لیے نہیں کہا تھا۔

"اصل میں تو زری کے چکر میں ہیں، پتا ہے کہ عاطف تو کبھی بھی ٹک کر کام کرے گا نہیں، زری سے رشتہ ہو گیا تو ساری زندگی ماں بیٹے بیٹھ کر کھائیں گے۔" سمعیہ انتظار میں تھی کہ وہ اپنی بات ختم کر لیں تو وہ واپس نیچے جا سکے۔ اس وقت اس طرح کے امکانات پر بات کرنے کا کوئی موقع تھا بھی نہیں مگر بہت سے لوگوں کے نزدیک کسی بھی وقت کوئی بھی بات کر لینا بہت آسان ہوتا ہے۔

"ٹھیک ہے پھر میں کہہ دیتی ہوں کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے!" تھوڑی سی اکتا کر وہ واپسی کے لیے مڑی تو انہیں یہ بے ضرر سا جھوٹ بھی گوارا نہیں ہوا۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"ہمت کہنا، وہ فوراً ہی مزاج پرسی کے لیے چلی آئیں گی بس یہ کہہ دو کہ سو رہی ہیں!" ان کی ہدائت پر وہ سر ہلاتی ہوئی فوراً ہی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"اچھا ہے کسی بھی طرح زری کی شادی تو ہو جائے گی مجھے تو بے چاری کو دیکھ کر بھی افسوس۔۔۔!" سمعیہ نے نیچے اترتے ہوئے سجیلہ کو کہتے سنا۔

اس کی اتنی پیاری اور بہت سارے گنوں والی بہن پر ترس کھانا اس کی توہین نہیں تو پھر کیا ہے۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے اس نے تھوڑا برا منانا چاہا، "مگر کیا پتہ سجیلہ نے محبت میں ایسا کہا ہو۔" سمعیہ کے پاس چچی اور سجیلہ دونوں ہی کے لیے بڑی رعایت رہا کرتی تھی۔

نیچے زری آ چکی تھی اور سعیدہ خالہ اسے بڑی محبت کے ساتھ اپنے سے لگائے بیٹھی تھیں فردوس چچی کے نہ آنے کی خبر سن کر ماحول میں پھیلی گرمجوشی چند لمحوں کے لیے دھیمی پڑی اور بس۔ سعیدہ خالہ کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک قصے جمع رہتے تھے جو دادی دلچسپی سے سنا کرتی تھیں۔

سمعیہ کمرے سے نکل کر کیچن کی طرف جانے لگی تو زری بھی پیچھے ہی اٹھ کر چلی آئی، لاؤنج میں ابھی تک ابا عاطف کے ساتھ بیٹھے تھے اور اس کی حالیہ رپورٹ اسی کی زبانی سن کر کچھ مایوسی کے ساتھ ٹی وی پر آتی خبروں کی طرف توجہ کو مبذول کر چکے تھے۔ زری کو آتا دیکھ کر وہ ان کی نظر بچا کر بڑی ادا سے مسکرایا۔ ایک بڑی گہری یقین دہانی تھی جو زری کے دل کو اس کی مسکراہٹ سے حاصل ہوتی تھی، سرخ ہوتے ہوئے چہرے کے ساتھ اس نے ایک تنبیہ کرتی ہوئی نگاہ عاطف پر ڈالی اور جلدی سے کیچن میں چلی گئی۔

"آج تو تم نے بڑی جلدی کی ہو گی کالج سے نکلنے کے لیے!" سمعیہ اس کی طرف سے پشت کیے ہوئے پتیلی



میں چمچ چلا رہی تھی۔

"بے کار کی باتیں مت کرو!" زری کا دل ابھی تک بہت زور سے دھڑک رہا تھا اور اس کی آواز میں ہلکی سی لرزش نے ہی سمعیہ کو مڑ کر دیکھنے پر مجبور کیا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"

"کچھ نہیں، آخر سب میرے ہی پیچھے کیوں پڑے ہیں؟" بڑی جھینپی سی جھنجلاہٹ تھی زری کے چہرے پر۔

"سب۔۔۔!" سمعیہ نے بہت غور سے اس کی طرف دیکھا۔ "میرے علاوہ دوسرا کون تمہارے پیچھے پڑا ہے بھئی!"

"سمعیہ پلیز!" بہت کوشش کے باوجود بھی وہ اپنے لہجے کو سخت نہیں کر سکی اور بے ساختہ ہی ہنس دی۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جس بات کو خود اس نے اپنے آپ سے بھی چھپائے رکھنے کی پوری کوشش کی تھی وہ اتنی ہی آسانی کے ساتھ نشر ہوتی جا رہی تھی۔ دل ہی سل میں حران ہو کر اس نے سوچا۔

"تمہارے گھر میں اکیلے ہنسنے کا اچھا رواج ہے مہمان بے چارہ اکیلا لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا ہے!" عقب سے عاطف کی آواز سن کر دونوں ہی نے دروازے کی طرف دیکھا۔

"شہر کے دوسرے سرے سے انسان دوڑا چلا آ رہا ہے مگر یہاں کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی، سوچ رہا ہوں، آیا ہی نہ کروں!"

آخری جملہ اس نے دانستہ طور پر، صرف زری کا ردعمل دیکھنے کے لیے کہا تھا مگر وہ خاموش ہی رہی، عاطف کی طرف سے پشت کیے وہ فرائی پین میں رکھے ہوئے کبابوں کو الٹ پلٹ کیے گئی۔ وہ اس کے چہرے کے



Book By Paksitanipoint Composing Team

تاثرات دیکھنے سے۔۔۔ محروم ہی رہا، سمعیہ البتہ خوش دلی سے مسکرا رہی تھی۔

"آپ کی بڑی اہمیت ہے عطف بھائی، نہ ہوتی تو ہم آپ کی خاطر تاضع کے لیے یہاں نہ کھڑے ہوتے۔"

"یہ تو تم کہہ رہی ہو، باقی لوگ معلوم نہیں کس طرح سوچتے ہوں گے، کیا خبر دل ہی دل میں چڑتے ہوں کہ۔۔۔۔!" اس بار زری سے نہ رہا جا سکا۔ ویسے چاہے دل میں وہ ذرا ذرا سی بات پر شرما جانے یا گھبرا جانے والی ضرور تھی مگر بظاہر اس طرح کرنا اسے سخت ناپسند تھا۔

"باقی لوگوں کو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اور مہمان تو سب ہی اہمیت رکھتے ہیں خواہ کوئی بھی ہو۔" پوری کوشش کر کے وہ اپنے لہجے اور آواز دونوں کو نارمل رکھے ہوئے تھی۔

"سب ہی مہمان!" عاطف کو تھوڑی سی مایوسی ہوئی تھی۔

"جی ہاں سب ہی!" وہ دوٹوک انداز میں بولی۔

"آپ اندر جا کر بیٹھیں نا، یہاں گرمی میں کیوں آ گئے ہیں!" سمعیہ کو کیچن میں پھیلے ہوئے دھوئیں کا خیال آیا، کیچن کا ایگزاسٹ خراب تھا اور مہمان کو یہاں کھڑا رکھنا زیادتی والی بات تھی مگر مہمان کو خود ہی یہاں بخوشی کھڑا رہنا منظور تھا۔

"خالو نماز پڑھنے چلے گئے ہیں اور دادی کے کمرے میں جمی محفل میں جا کر بیٹھنا میرے بس سے باہر ہے۔"

"تو پھر آپ بھی نماز پڑھنے چلے جاتے، اپنے لیے دعا کیا کریں عاطف بھائی! اللہ میاں ضرور سنتے ہیں۔" سمعیہ کا دل چاہا تھا کہ اسے اس کے بگڑے ہوئے حالات کا احساس دلائے مگر کیا خبر وہ برا منا جاتا۔

"میرے لیے دعائیں مانگنا کسی اور کی ذمے داری ہے، اب دیکھنا یہ ہے کب تک قبول ہوتی ہیں!" وہ مستقل



ہی زری کی طرف دیکھ رہا تھا اور اپنی بات کے اختتام پر اس نے ایک بار پھر زری کے چہرے کو سرخی مائل ہوتا محسوس کیا تھا۔ اتنی دور سے وہ محض یہی دیکھنے آتا تھا۔ زری جیسی خوش شکل، پرخلوص اور برسرروزگار لڑکی کے دل میں اس کا ایک بہت خاص مقام ہے۔ اسے یہ سوچ کر ہی بہت۔۔۔ گہرا فخر اور اطمینان حاصل ہوتا تھا۔

باہر سے امی آوازیں دے رہی تھیں سمعیہ "جی امی!" کہتی ہوئی باہر نکلی تو وہ ایک قدم آگے بڑھ کر اس کے نزدیک آ کھڑا ہوا۔

"میرے لیے دعا کرنا زری، مجھے یقین ہا کہ تم دعا کرو گی تو مجھے ضرور کامیابی حاصل ہو گی!" عاطف کی آواز نسبتاً دھیمی تھی زری یوں ہی نگاہیں جھکائے سلیب کی سطح پر انگلی پھیرے گئی۔

"ہر بار ہی خود کو بولڈ اور بے پرواہ ظاہر کرنا کس قدر مشکل ترین کام ہے۔" اس نے پہلی بار خود سے اعتراف کیا۔

* * * *

دادی بالکل گنگ سی بیٹھی سامنے پلیٹ میں رکھی مٹھائی کو تکے جا رہی تھیں۔

"بس اماں، وہ لڑکے والے ایک دم ہی مٹھائی لے کر آ گئے کچھ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا، فوراً ہی ہاں کروا لی۔" اختر چچا صفائی پیش کرتے ہوئے بیچ میں سے وہ دو ڈھائی مہینے صاف اڑا رہے تھے جب سجیلہ کے لیے آئے ہوئے رشتے پر ان کے گھر میں غور و خوض کیا جاتا رہا تھا۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"مجھے نہ پوچھتے نہ سہی مگر بڑے بھائی کو تو بلانا تھا جو تمہارے بچوں اور تم سے اپنی اولاد کی طرح محبت کرتا ہے!" دادی کو بے حد قلق ہو رہا تھا۔

"آپ کا تو اوپر چڑھنے کا مسئلہ تھا اور بھائی صاحب تو ویسے بھی کل ملتان چلے گئے تھے ورنہ ان کے مشورے کے بغیر تو مجھے "ہاں" ہی نہیں کرنی تھی۔"

"تو پھر چند دن انتظار کر لیا ہوتا، رشتہ کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا تھا۔" دادی کے نزدیک ان کا ہر جواز ناقابل قبول تھا۔

پچھلے آدھے پون گھنٹے سے یہی بحث جاری تھی، امی تو خوشی کی یہ خبر سن کر چچی کو مبارکباد دینے چلی گئی تھیں مگر دادی نے ابھی تک سامنے رکھی مٹھائی کو چکھا تک نہیں تھا۔

"یہ تو زیادتی ہے اماں آپ کی۔" اب اختر چچا بھی برا ماننے لگے تھے "فردوس آپکی باتیں سنے گی تو کیا کہے گی ویسے بھی اسے ہمیشہ یہی گلہ رہتا ہے کہ آپ اس سے اور اس کے بچوں سے محبت نہیں کرتیں، سارا پیار بھائی صاحب اور ان کے بچوں سے ہے!" وہ اپنی بیوی کی پڑھائی ہوئی باتیں ہی دوہراتے تھے۔ دادی نے ایک دکھ بھری نگاہ ان پر ڈالی اور سامنے رکھی مٹھائی میں سے بالکل چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر منہ میں رکھ لیا۔

"مبارک ہو، خدا تمہاری بچی کی قسمت اچھی کرے!" اختر چچا خوش ہو گئے۔

"اب ذرا سی تکلیف اٹھا کر اوپر جا کر فردوس کو بھی مبارکباد دے دیجئے گا!"

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے، اپنے کمرے سے نکل کر سامنے برآمدے تک تو اتنی مشکل سے جاتی ہوں، اتنی ساری سیڑھیاں کیسے چڑھ سکتی ہوں؟" دادی کو پھر سے جلال آنے لگا حالانکہ کوئی ایسی بھی مجبوری والی بات



نہیں تھی کہ وہ بالکل ہی سیڑھیاں چڑھنے اترنے سے معذور ہوں مگر ان کی مرضی نہیں تھی سو نہیں تھی۔

امی، زری اور سمعیہ البتہ خبر ملتے ہی مبارکباد دینے چلی گئی تھیں پتا تھا کہ ذرا بھی دیر کی تو فردوس چچی اور سجیلہ حسب عادت وہی پرانا الزام دھریں گی کہ "ہم سے تو سب ہی جلتے ہیں۔" سو اس جلدی کی وجہ سے اتنی بچت تو ہو ہی گئی کہ وہ لوگ خوش بھی ہو گئیں اور شاید تھوڑی سی شرمندہ بھی۔

"اصل میں تو ہم تیار بھی نہیں تھے مگر ان لوگوں نے اتنی افراتفری مچادی کہ بس ہاں کروا کر ہی اٹھے، تم سب کو نیچے سے بلوا بھی نہیں سکی!" فردوس چچی بے حد خوش تھیں اور اپنی خوشی میں شاید انہوں نے تھوڑی سی صفائی دینا بھی منظور کر لی تھی۔ حالانکہ جوابا بڑی آسانی سے جتایا جا سکتا تھا کہ دو ڈھائی گھنٹے بیٹھے رہنے والے مہمانوں سے ملوانے کے لیے ایک منزل کا فاصلہ طے کرنے میں آخر دیر ہی کتنی لگتی تھی مگر سچی بات تو یہ ہے کہ وہ سب ہی بہت طویل عرصے سے ایسی ہی بے اعتنائی کے عادی ہو چکے تھے۔

اختر چچا کا گھرانہ صرف ایسے ہی مواقع پر مہربان ہوتا محسوس ہوتا تھا جب ان کے لیے پے در پے کچھ اچھا ہو رہا ہوتا تھا۔ اختر چچا کے بزنس میں کوئی بڑا فائدہ، بوبی، ٹیپو اور سجیلہ کی شاندار طریقے سے منائی جانے والی سالگراہیں۔ گھر میں وقفے وقفے سے آنے والا نیا فرنیچر اور دیگر اشیا یا پھر بڑے پیمانے پر کی جانے والی ذاتی شاپنگ ان سب ہی مواقع پر مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیچے والوں کو تھوڑی سی لفٹ کرا ہی لی جاتی تھی۔

زری اور سمعیہ کو سجیلہ اشارے سے اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔

یہ دیکھو پرویز کی تصویر!" اس نے الماری میں سے ایک لفافہ نکالتے ہوئے زری کو تھمایا، سمعیہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی سو اس نے کسی اشتیاق کا مظاہرہ نہیں کیا۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"تصویر تم نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے!" اسے تھوڑی سی حیرت ہوئی تھی گھر میں اس طرح کی روشن خیالی کا چرچا ابھی تک نہیں ہوا تھا۔

"ظاہر ہے، میں نہیں رکھوں گی تو پھر کون رکھے گا۔ کل بازار سے کوئی اچھا سا فریم لا کر بیڈ کی سائڈ ٹیبل پر رکھوں گی تاکہ آتے جاتے نظر پڑتی رہے۔" سجیلہ بے حد خوش تھی، ہنسی تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ پرویز واقعی اچھی شکل کا لڑکا تھا، سجیلہ بتا رہی تھی کہ سارا خاندان بزنس سے منسلک ہے اور بزنس بھی کوئی ایسا ویسا نہیں بہت ٹاپ پر۔

"نئے ماڈل کی کرولہ تو صرف پرویز کے استعمال میں ہے کہہ رہے تھے کہ کسی دن باہر چلیں گے کھانے پر!"

"تمہاری فون پر بات ہو چکی ہے کیا؟" زری اور سمعیہ دونوں کی حیرت بڑھنے لگی ان کے خیال میں جب رشتہ آج ہی طے پایا ہے تو پھر۔۔۔۔؟"

"بات کیا، ہملوگ تو مل بھی چکے ہیں کئی بار یہیں گھر پر آئے ہیں وہ، اکیلے اپنی امی، بہنوں کے بغیر۔" سجیلہ نے بڑی ادا سے مسکرا کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔ اس بار ان دونوں کی سمجھ میں فوراً ہی بات آگئی کہ اس رشتے کے طے پا جانے میں فردوس چچی کی ڈھیل اور سجیلہ کی انتھک کاوش کارفرما تھی۔ سمعیہ کو پہلی بار سجیلہ سے کچھ جلن سی محسوس ہونے لگی۔

"عام سی صورت شکل جس پر کی گئی خاطر خواہ محنت صاف دکھائی پڑتی ہے اور صاف بات تو یہ کہ ڈھنگ نہ سلیقہ، ایک وقت کا کھانا تک تو پکا نہیں سکتی کچن میں کھڑے ہو کر۔" دادی کے کیے گئے سارے اعتراضات جن پر اوپر والوں سے زیادہ خود برا منایا کرتی تھی سب ہی کسی حد تک ٹھیک لگنے لگے تھے۔



"چلو زری، نیچے دادی اکیلی ہوں گی!" وہ ایک دم ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھو نا، اتنی جلدی کیا ہے، نیچے ہی تو جانا ہے" سجیلہ کو اس وقت شدت سے کسی سامع کی ضرورت تھی اور یہ کمی ان ہی دونوں بہنوں سے پوری ہو سکتی تھی مگر اس وقت اس کا بالکل بھی رکنا کا موڈ نہیں بن رہا تھا امی اور زری نہیں اٹھیں مگر وہ مزید نہیں رک سکی۔

"کتنی بری بات ہے!" رات گئے جب وہ دونوں سونے کے لیے لیٹ چکی تھیں زری نے اسے کہا۔

"ویسے تو تم میرے اور امی کے منع کرنے کے باوجود سجیلہ کے پاس گھسی رہتی ہو آج جب وہ روک بھی رہی تھی تو تم نے کتنی بے مروتی کا مظاہرہ کیا!"

"بس میرا دل نہیں چاہ رہا تھا۔" سمعیہ نے بغیر اس کی طرف دیکھے جواب دیا۔ زری نے زرا سا مڑتے ہوئے اس کی طرف دیکھا وہ اس کے قریب ہی لیٹی ہوئی چھت پر چلتے ہوئے پنکھے پر نگاہ جمائے ہوئے تھی کمرے کی لائٹ بند ہو چکی تھی مگر باہر کوریڈور میں جلنے والے بلب کی مدھم سی روشنی اندر بھی نیم اجالہ کیے ہوئے تھی

۔

وہ لوگ تو یہی سوچیں گے ناکہ ہمیں برا لگا ہے۔ ہمیں خوشی نہیں ہوئی ہے کہ سجیلہ۔۔۔۔!"

"ہاں، نہیں ہوئی ہے خوشی تو پھر!" اس نے تیزی سے زری کی بات کاٹی "کوئی زبردستی ہے کیا اور ویسے زری ایک بات کہوں؟" سمعیہ نے اس کی طرف کروٹ لی۔ "یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ سجیلہ کے لیے چچی نے اتنا اچھا لڑکا ڈھونڈ لیا۔ اچھی اچھی لڑکیاں بے چاری یونہی بیٹھی رہ جاتی ہیں کسی کو نظر نہیں آتیں!" زری ہنسنے لگی۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"جیسے میں اور تم۔۔۔؟"

"کوئی نہیں!" وہ تھوڑا سا جھینپ گئی۔

"سارا تقدیر کا کھیل ہوتا ہے جب، جسے اللہ میاں جو دینا چاہیں دے دیتے ہیں! ہم اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں۔" زری کی آواز دھیمی تھی۔

جب کبھی وہ کوئی بات اسے سنجیدگی سے سمجھانا چاہتی تو سمعیہ کو بالکل بدلی ہوئی سی لگتی۔ سمجیدہ، بردبار بات بات پر اس سے لڑنے اور اعتراض کرنے والی زری سے بالکل مختلف! جس کے بارے میں امی اور دادی تک کی حتمی رائے یہ تھی کہ لاکھ وہ بڑی سہی مگر سنجیدگی اور سلیقہ مندی میں سمعیہ اس سے کہیں آگے ہے۔

"ہمیں کیا پتا کون کس قابل ہے، یہ بھید تو صرف خدا ہی جانتا ہے نا، سجیلہ یقیناً اتنا ہی اچھا گھر بار ڈیزرو کرتی ہوگی جبھی۔۔۔ تو اس کی زندگی میں اتنا بڑا بدلاؤ آرہا ہے!" وہ ہلکے ہلکے اور بھی کچھ کہے گئی سمعیہ خاموش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

اور یہ زری جو اتنی سادہ اور پیاری سی ہے کتنے سال سے گھر کی ذمے داریوں کو ابا کے ساتھ شیئر کر رہی ہے، اللہ میاں کے پاس اس کی خوشیوں کا کیا حصہ ہے بھلا؟ دل میں بہت سے خیال آئے مگر زری کی نصیحتوں کے آگے کوئی بھی زیادہ دیر ٹک نہیں سکا۔ نیند سے بوجھل ہوتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ آخری بات یہی ذہن میں آرہی تھی کے اپنی آج کی بے مروتی کا ازالہ کل سجیلہ سے اس کے منگیتر اور سسرال کے سارے متاثر کن قصّے سن کر کرنا ہی کرنا ہے! اور پھر اگلے بہت سارے دن اس نے یہی کیا۔

سسرال اور خود پرویز کی طرف سے سجیلہ کو بھیجے



گئے تحائف اور فون پر ہونے والی سجیلہ اور پرویز کی لمبی لمبی باتیں جو اسے سنا سنا کر متاثر کرنے کی کوشش میں لگی رہتی تھی۔ سمعیہ نے سب کچھ ہی بخوشی دیکھا اور سنا بھی۔ زری کو اس انہماک سے بھی چڑ ہونے لگتی تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے سجیلہ کے پاس زیادہ بیٹھنے کی اور اسے بھی شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے ہوئے تم سے؟" وہ دونوں ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھیں اور سمعیہ ابھی ابھی اسے سجیلہ سے سنا ہوا ایک بے حد رومانٹک پیراگراف سنا کر فارغ ہوئی تھی جو بقول اس کے پرویز کی کہی باتیں تھیں۔

"وہ اس کے منگیتر ہیں اور ایسی ہی باتیں کریں گے ظاہر ہے۔" سمعیہ کے نزدیک اس کا اعتراض بے جا تھا۔

"اول تو منگنی کوئی رشتہ نہیں ہوتی ہے اگر پھر بھی وہ لوگ اس قسم کی باتوں کو اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں تو کم از کم دوسروں کو تو سنا سنا کر ان کا دماغ خراب نہ کریں اور وہ بھی تم جیسی احمق کو۔۔۔" زری کو بے حد غصہ آرہا تھا۔

ابھی ابھی اس نے جو سمعیہ کی زبانی سنا تھا اس میں خاصا کچھ قابل اعتراض مواد تھا۔ تبھی باہر سے کسی گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہمارے ہاں اس وقت کون گاڑی میں آگیا؟" زری کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی وہاں سے گیٹ نظر آجاتا تھا۔

سمعیہ البتہ اپنی جگہ پر ہی بیٹھی رہی۔

"آجاؤ، مت کھڑی ہو وہاں" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسے زری کو کہنا ہی پڑا۔

"کیوں۔۔۔؟" اس نے پلٹ کر سمعیہ کی طرف دیکھا۔

"اس لیے کے تم اور شرمندہ ہوگی، پرویز بھائی آئے ہیں سجیلہ کو لے جانے کے لیے کھانے پر" اسے حقیقت



Book By Paksitanipoint Composing Team

حال بتانا ہی پڑی۔ زری کے ہونٹ حیرت سے نیم وا ہوئے۔

"اس وقت۔۔۔۔!" دیوار پر لگی گھڑی فی الحال آٹھ ساڑھے آٹھ بجا رہی تھی واپسی کے کم از کم وقت کا اندازہ بھی بہ آسانی کیا جا سکتا تھا۔ سیڑھیوں پر سے سجیلہ کی ہائی ہیل کی ٹک ٹک سنائی دینے لگی تو وہ بے ساختہ ہی تھوڑا سا پیچھے ہو گئی۔

جدید تراش کے بے حد فٹنگ والے سوٹ میں وہ اتنا زیادہ میک اپ کیے ہوئے تھی کہ اتنی دور سے تو وہ اچھی خاصی بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔

"معلوم نہیں کب اس نے بال اتنے چھوٹے چھوٹے کروا لیے۔" زری نے اسے بغور دیکھتے ہوئے اندازہ لگانا چاہا۔

"تم دونوں کیوں آ رہے ہو میرے پیچھے بدتمیز، جاؤ واپس اوپر" وہ دبی دبی سی آواز میں ببلی اور ٹیپو کو ڈانٹ رہی تھی جو اس کے ساتھ گیٹ پر جا کر پرویز کی گاڑی کا دیدار کرنے کے لیے بے تاب تھے۔ دونوں بھائی بہن سے دبتے تھے سو رک گئے۔ زری کو بے حد حیرت ہو رہی تھی۔ گھر کے کیا خاندان بھر کے ماحول میں بھی ابھی ایسی روشن خیالی نہیں تھی کہ لڑکیاں منگیتروں کے ساتھ یوں آزادانہ باہر جاتی ہوں۔

"معلوم نہیں اختر چچا نے کیسے اجازت دے دی!" زری نے ذرا سا جھک کر دیکھا تو دادی بھی اپنی کھڑکی میں کھڑی تھیں وہ خاموشی سے پیچھے ہو گئی، سجیلہ کی روانگی کی اطلاع گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز سے ہو رہی تھی۔ زری واپس اپنی جگہ آ کر بیٹھ گئی، سمعیہ اس طرح ٹی وی کی طرف متوجہ تھی جیسے کوئی بھی بات اس وقت ٹی وی دیکھنے سے زیادہ ضروری نہ ہو۔



زری کو گھبراہٹ ہو رہی تھی، ویسے بھی وہ فطرتاً وہمی اور ڈرپوک تھی دھیان بار بار سجیلہ کی طرف جا رہا تھا۔ رات کا وقت اور ایک بالکل اجنبی لڑکا، چاہے منگیتر ہی کیوں نہ ہو۔ سمعیہ کی زبانی، اس کے رومانٹک ارشادات سن لینے کا بعد وہ اسے خاصا لوفر قسم کا لڑکا لگنے لگا تھا۔

"بند کرو نا ٹی وی، تمہیں تو کوئی فکر ہی نہیں ہے کسی کی، ہر بات میں پریشان ہونے کے لیے بس میں ہی رہ گئی ہوں۔" اس سے رہا نہ گیا تو ہاتھ بڑھا کر ریموٹ سے ٹی وی بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسی کیفیت تھی کہ سمعیہ کو بے اختیار ہی ہنسی آ گئی۔

"آخر تمہیں کیا پریشانی ہے، سجیلہ اگر گئی ہے تو فردوس چچی اور اختر چچا کی اجازت سے پھر ہمیں کیا مسئلہ ہے اور کوئی ایسی انوکھی بات بھی نہیں ہے۔" زری یونہی پریشان سی شکل بنائے اسے دیکھے گئی۔

"ہمارے ہاں ابھی ایسا ماحول نہیں ہے سمعیہ اگر خاندان کا ہی کوئی فرد سجیلہ کو پرویز کے ساتھ باہر دیکھے گا تو کتنی باتیں بنیں گی۔"

پاگل ہوئی ہو، اتنے بڑے شہر میں کسی کا اتفاقاً ملنا آسان ہے کیا اور ویسے بھی پرویز بھائی جن ہوٹلز میں جانے کے عادی ہیں وہاں آپ کے خاندان کے افراد کا گزر ہے بھی نہیں۔" کسی حد تک اس کی بات ٹھیک ہی تھی۔

زری نے بھی دل پر آئی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی۔ تبھی امی آ گئیں۔

دادی کو اب تک کھانا نہیں کھلایا گیا تھا گھر کے کام زیادہ تر سمعیہ کے ہی سپرد تھے مگر اسی وقت زری خود اٹھ گئی۔ بے کار کی سوچوں میں الجھنے سے بچے رہنے کا یہ ایک بہتر طریقہ تھا۔

کھانا ٹرے میں رکھ کر جب وہ دادی کے کمرے میں آئی تو وہ بڑی گہری سوچ میں گم تھیں۔ انہیں زری کے



Book By Paksitanipoint Composing Team

آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ زری نے کھانا سائڈ میں رکھی چھوٹی میز پر رکھا تو وہ چونک گئیں۔

"مجھے بھوک نہیں ہے، کھانا نہیں کھاؤں گی۔" زری کو بخوبی اندازہ تھا کہ انہیں بھوک کیوں نہیں ہے مگر دادی کے لیے اس ضعیفی میں نہ تو ٹینشن لینا اچھا تھا اور نہ ہی ساری رات خالی پیٹ رہنا سو وہ اصرار کیے گئی۔

"کہہ دیا نا، نہیں کھانا ہے، بے کار کی ضد کیے جا رہی ہو۔" اس بار انہوں نے اتنی رکھائی سے ڈانٹا کہ زری ان کی شکل دیکھتی رہ گئی۔ اس سے پہلے انہوں نے کبھی بھی اس لہجے میں اس سے بات نہیں کی تھی۔ وہ خاموشی سے ٹرے اٹھا کر واپس کچن میں رکھ آئی دادی نے سجیلہ کے باہر جانے کے بارے میں ایک لفظ کا بھی تذکرہ نہیں کیا تھا۔ اختر چچا کے گھر میں اپنی حیثیت کا احساس انہیں چشم پوشی پر مجبور کر رہا تھا، رات کو جب اچھی خاصی دیر کے بعد سجیلہ گھر واپس آئی تو بھی زری نے ان کے کمرے میں جھانکا مگر وہ رضائی اوڑھے سوتی بنی رہیں۔

"سمجھوتوں کی بھی بھلا ایک صورت ہے؟ قدم قدم پر آزمائش میں ڈالتے ہیں، بے چاری دادی۔ اب ان کی عمر ہے جو وہ اس طرح ہونٹ سیے، دل ہی دل میں گھٹ رہی ہیں۔" وہ یہی سوچ سوچ کر ملول ہوتی رہی۔

سمعیہ سے بھی کچھ کہنا فضول تھا وہ ویسے بھی زیادہ تر فردوس چچی اور سجیلہ کے زیر اثر رہی تھی اب اور بھی زیادہ ہوتی جا رہی تھی بس یوں ہی کبھی کبھار کوئی بات زرا دیر کے لیے بری لگ جاتی تھی اور پھر دل بالکل صاف۔۔

"آج پرویز بھائی نے سجیلہ سے یہ کہا، آج تحفہ بھیجا اس سنڈے کو پھر باہر جانے کا پروگرام ہے وغیرہ وغیرہ۔" کسی وقت وہ سن بھی لیتی اور کسی کسی وقت ناراض ہو جاتی اس روز کچھ خیال آیا تو پوچھ بیٹھی۔



"سمعیہ ایک بات بتاؤ۔" رات جب وہ ساتھ لائی کاپیوں کے ڈھیر کو بڑے انہماک سے چیک کر رہی تھی تو قریب بیٹھی سمعیہ کو مخاطب کیا۔

"سجیلہ کی سسرال کی خواتین کیوں نہیں آتیں اختر چچا کے گھر کبھی بھی کوئی نہیں آتا۔ میرے خیال میں تو وہ لوگ بھی بس شروع میں ہی ایک آدھ بار آئی تھیں؟"

"ہاں، اصل میں یہاں انہیں زیادہ لفٹ نہیں ملی نا اس لیے، چچی کہتی ہیں ہمیں لڑکے سے واسطہ ہے بے کار میں سارے خاندان کو سر پر بٹھائے رکھنے کا کیا فائدہ!" بولتے ہوئے خیال ہی نہیں رہا کہ کمرے میں امی بھی موجود ہیں بظاہر چاہے وہ اسٹار پلس کے ڈرامے میں محو تھیں مگر اتنی بھی بے خبر نہیں تھیں۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے آخر وہاں ہر وقت گھسے رہنے کی، ایسی ہی باتیں سن سن کر لڑکیوں کا دماغ خراب ہوتا ہے۔" امی کو بے حد برا لگا۔ ان کا تعلق اسی گھسے پٹے اسکول آف تھاٹ سے تھا۔ قربانی، درگذر، مل جل کر رہنا، پیار محبت وغیرہ وغیرہ۔

"اور میں کہے دیتی ہوں کہ اس طرح کی سوچ پر کبھی بھی گھر بسائے نہیں جا سکتے جو فردوس اپنی بیٹی کے ذہن میں منتقل کر رہی ہے!" وہ عام طور پر کسی کے بارے میں بھی زیادہ تنقید نہیں کرتی تھیں مگر بحر حال کچھ نہ کچھ منہ سے نکل ہی جاتا تھا۔ سمعیہ ہمیشہ بہت دھیان لگا کر یہ سب ذہن نشین کرنے کی کوشش کیا کرتی تھی مگر اب ایک بڑا ہی خاموش سا بدلاؤ اس کے دل و دماغ میں آ چکا تھا۔

گھر کا ماحول فرسودہ اور خیالات اس سے بھی زیادہ نا قابل قبول ہوتے جا رہے تھے۔ "ساری وہی باتیں جو محض کتابوں کی زینت بنے رہنے کے لیے تھیں ان کا اطلاق اپنی زندگیوں پر صرف بے وقوف ہی کیا کرتے



Book By Paksitanipoint Composing Team

ہیں۔" یہ حلیہ تجزیہ اس نے پورے وثوق کے ساتھ اپنے اور گھر والوں کے بارے میں کیا تھا سو اس نے امی کی اصلاح کی جسارت بھی کر ہی ڈالی۔

"فردوس چچی اور سجیلہ غلط نہیں ہیں امی، کیا مل جاتا ہے اس طرح خود اپنے آپ کو مارنے سے، نہ تو کوئی قدر کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو کچھ یاد رہتا ہے سعیدہ خالہ کو دیکھ لیں۔ ہم کتنی محبت اور خدمت کرتے ہیں ان کی مگر ان سے آج تک عاطف بھائی کا رشتہ نہیں لایا گیا زری کے لیے۔۔۔۔۔ اصل میں لوگوں کو اپنی انگلیوں پر نچانے کے طریقے کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔" بہت واضح الفاظ میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے شاید وہ ابھی کچھ اور بھی کہتی مگر زری کو کمرے سے باہر جاتا دیکھ کر اسے خاموش ہونا پڑا۔

امی حیران نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں یہ خیال، یہ سوچ ان کی نہیں تھی، مستعار لی گئی تھی۔ معلوم نہیں کیسے عمر بھر کی تربیت پر چند حالات اور واقعات غالب آجاتے ہیں زیادہ تکلیف انہیں زری کے ہرٹ ہونے پر ہوئی تھی۔

"ایسی بات زری کے سامنے کہنا ضروری تھی۔ اس کے دل کو کتنی تکلیف پہنچی ہے، سعیدہ آپا اگر رشتہ نہیں لائیں تو اس غریب کا کیا قصور اور پھر اب ایسا اندھیر بھی نہیں ہے دس بار وہ مجھ سے کہہ چکی ہیں کہ انہیں زری بے حد پسند ہے تمہاری دادی بھی گواہ ہیں اس بات کی۔" سمعیہ کو تھوڑی سی شرمندگی زری کے اس طرح اٹھ کر جانے سے ہوئی تو تھی مگر اسے اپنی بات کے غلط ہونے کا اقرار ابھی بھی نہیں تھا۔

"پہلے عاطف بھائی کتنا آتے تھے سعیدہ خالہ کے بغیر بھی مگر سارا وقت ابا یا دادی کے پاس ہی بیٹھنا پڑتا تھا انہیں اگر زری کو بھی ایسی ہی آزادی ملی ہوتی جیسی سجیلہ کو ہے تو شادی نہ سہی منگنی تو ضرور ہو چکی ہوتی!"



"چپ، خاموش ایک لفظ بھی آگے نہیں۔۔۔" امی کی آواز میں ہلکی سی لرزش تھی۔ "کچھ شرم لحاظ باقی رہ گیا ہے یا نہیں یہ ساری سوچ کہاں سے پروان چڑھی ہے سب سمجھتی ہوں خبردار جو آئندہ اوپر قدم بھی رکھا!" ان کے چہرے پر عجیب سی شرمندگی اور بے چارگی تھی۔ سمعیہ نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر، نگاہیں دوبارہ ٹی وی پر جمادیں۔

"یہاں کسی کا بھی بدلنا ناممکن ہے، مسائل کی گٹھڑی کو سر پر اٹھا کر زندگی کی گاڑی میں جتے رہنا منظور ہے مگر اپنی "دقیانوسیت" سے علیحدہ ہونا قطعی نامنظور!" اسے کچھ ایسا ہی یقین ہوا تھا اس وقت۔

* * * *

کھڑ کھڑاتا ہوا رکشا گیٹ کے سامنے آکر رکا تھا، معلوم نہیں کیا خرابی تھی کہ اس زور کی آواز تھی۔ سارا ماحول ہی جاگ اٹھا تھا، زری تھوڑی دیر پہلے پڑھانے جا چکی تھی اور سمعیہ خاصی دیر اوپر گزارنے کے بعد ابھی نیچے اتر ہی رہی تھی، امی کی اوپر نہ جانے کی ہدایت کب کی مؤخر ہو چکی تھی۔

اسی آواز کا اثر تھا کہ وہ اندر کمرے کی طرف جانے کی بجائے دروازہ کھول کر بیرونی برآمدے کی طرف آگئی، ٹیپو اور بوبی بھی اپنی گیند اور بلا تھامے گیٹ پر کھڑے تھے۔

"کون ہے ٹیپو؟" اس نے وہیں سے آواز دے کر جاننا چاہا۔

"وہی موٹی سی آنٹی ہیں سمعیہ باجی جو عاطف بھائی کے ساتھ آتی ہیں۔" دونوں بھائیوں کی خاندان والوں کے بارے میں معلومات بے حد محدود تھیں سو عموماً حلیہ ہی بیان کرتے تھے۔ کھلے ہوئے گیٹ کے عقب



Book By Paksitanipoint Composing Team

سے سعیدہ خالہ کا جھانکتا ہوا چہرہ ٹیپو کے بیان کی تصدیق کر رہا تھا۔

مٹھائی کا ڈبہ ہاتھ میں تھامے وہ اندر ہی آرہی تھیں۔

"اُف توبہ!" بے ساختہ ہی وہ زیر لب بڑبڑائی۔ خاطر مدارات کا وہی لاحاصل سلسلہ۔ زری جا چکی تھی اور اب سب کچھ اسے ہی کرنا تھا دل تو چاہا واپس اوپر فردوس چچی کے ہاں دوڑ لگا دے مگر اب ایسا کرنا بھی ناممکن تھا۔

"السلام علیکم سعیدہ خالہ!" اپنے لہجے میں اس نے تپاک پیدا کرنے کی زرا بھی کوشش نہیں کی البتہ وہ اس کے برعکس بے حد پُرجوش تھیں۔

"جیتی رہو سب لوگ گھر پر ہیں نا؟"

"جی آیئے!" مرے مرے سے انداز میں انہیں لے کر وہ دادی کے کمرے کی طرف مڑی۔

"دو دن سے آنے کے لیے تڑپ رہی ہوں، عاطف کو فرصت نہیں اور مجھے خوش خبری سنانے کی جلدی۔۔۔۔!" وہ مستقل بولے جا رہی تھیں۔

سمعیہ کو ان کے لائے ڈبے چونکاتے تھے اور نہ خوشخبریاں۔ اکثر ہی وہ ایسی کسی خبر کا سرا پکڑ کر آدھا کلو مٹھائی لے آتی تھیں جس پر کوشش کے باوجود بھی خود اپنے خوش ہونے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ مثلاً ان کی کسی بیٹی کے ہاں بچے کی ولادت، قرعہ اندازی میں ان کے نام پر پہلی کمیٹی کے کھلنے کی اطلاع وغیرہ وغیرہ۔

انہیں دادی کے کمرے کے اندر پہنچا کر وہ کچن میں چلی آئی۔ ابھی تک دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا، اوپر فردوس چچی کے کچن میں بڑی ہی خوشبو اڑاتی بریانی اور بروسٹ آیار کھا تھا کتنا دل چاہ رہا تھا کھانے کو مگر وہاں



شاید کسی کو خیال ہی نہیں آیا تھا کہ کھانا کھا لیا جائے یا کم از کم اسے ہی پوچھ لیا جائے۔

"سحیلہ بے چاری کے رو آج کل سر میں درد بھی کتنا رہتا ہے کتنے دن سے تو پرویز بھائی کے ساتھ باہر بھی نہیں گئی ہے۔" ان کی طرف سے خود ہی ڈفائی پیش کرتے ہوئے اس نے پتیلی کے نیچے آگ جلائی۔ لوکی گوشت اور ماش کی دال خود ہی پکا کر گئی تھی مگر اس وقت دل دونوں میں سے کچھ بھی کھانے کو نہیں چاہ رہا تھا پلیٹ میں تھوڑی سی دال اور اچار کی شیشی لے کر وہ وہیں کچن میں ایک طرف رکھی چھوٹی سی میز کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کھانا شروع کیا تو مزہ بھی آنے لگا فردوس چچی کی بریانی اور بروسٹ سے دھیان ہٹاتے ہوئے اس نے اللہ کا شکر ادا کیا ابھی پانی کا گلاس ہاتھ میں ہی تھا کہ امی تیز قدموں سے کچن میں آئیں اسے بیٹھا دیکھا تو انہیں اطمینان ہوا۔

چلو اچھا ہوا تم آ گئیں میں یہی سوچ رہی تھی کہ کس سے تمہیں اوپر سے بلواؤں۔" وہ بنا کچھ کہے چائے کی کیتلی لے کر سنک کی طرف بڑھ گئی۔

"خالی چائے نہیں، فریزر میں سے سموسے اور رول نکال کر تل لو اور کیبنٹ میں سے بسکٹ کے پیکٹ اور نمکو بھی نکال لینا!" سعیدہ خالہ کی خاطر مدارات میں تو کبھی بھی کسر نہیں چھوڑی جاتی تھی مگر اس وقت امی کے لہجے میں جو دبا دبا سا جوش تھا وہ البتہ نیا تھا۔

"کوئی خاص بات ہے کیا امی؟" اس نے پوچھ ہی لیا۔

"ہاں، عاطف کو بڑی ہی اچھی جاب مل گئی ہے کسی ملٹی نیشنل کمپنی میں۔۔۔۔۔۔ بہت اچھی تنخواہ ہے اور ایک دو مہینے میں گاڑی بھی مل جائے گی سعیدہ آپا کہہ رہی ہیں کہ عاطف اس بار بہت خوش اور مطمئن ہے!"



Book By Paksitanipoint Composing Team

"تبھی خود نہیں آئے!" اس اتنی بڑی خوش خبری میں بھی اس نے نقطہ اعتراض ڈھونڈ ہی لیا۔

"کیسے آتا، نئی نئی نوکری ہے، اتنی تنخواہ ہے تو ذمے داری بھی تو زیادہ ہو گی، تم بس جلدی سے چائے لے کر آؤ، سعیدہ آپا زیادہ دیر نہیں بیٹھیں گی!"

امی جس جلدی میں آئی تھیں اسے ہدائیتیں دے کر اس طرح واپس چلی گئیں۔ اس طرح کی خوش خبریاں پہلے بھی سنی جا چکی تھیں امی عاطف کی نوکری پر تکیہ کیے کب سے منتظر تھیں کہ سعیدہ خالہ زری کا ہاتھ مانگیں مگر ہر بار یہ "اچھی نوکری" محض چار دن کی چاندنی ثابت ہوئی۔ سعیدہ خالہ چند نئی کمیٹیوں کی پلاننگ ہی کر رہی

ہوتی تھیں کہ عاطف پھر سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گھر بیٹھ جاتا۔ سمعیہ کو پورا یقین تھا کہ اس بار بھی کہانی مختلف نہیں ہو گی۔

ٹرے میں لوازمات سیٹ کرتے ہوئے اس نے تھوڑی سی ڈنڈی مار ہی لی، رولز تل لیے مگر کباب رہنے دیے اس کا خیال تھا کہ وہ رات کے کھانے پر کام آ جائیں گے۔ سعیدہ خالہ ہمیشہ آتے ہی کہا کرتی تھیں کہ وہ ابھی تھوڑی دیر میں چلی جائیں گی مگر ان کا پورا سابقہ ریکارڈ اس بات کی نفی کرتا تھا۔ سمعیہ کو آج بھی کچھ ایسا ہی یقین تھا مگر حیرت انگیز طور پر آج سعیدہ خالہ واقعی تھوڑی دیر کے لیے ہی آئی تھیں۔

"میں چلتی ہوں، گھر پر سب مبارکباد کے لیے آ رہے ہیں، محلے پڑوس والے، بیٹیوں کی سسرال سے اور بھی جو عزیز و اقارب سن رہے ہیں خوشی خوشی آ رہے ہیں۔" چائے کے لوازمات سے بھرپور انصاف کر کے وہ فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئیں



۔ دادی کا ابھی دل بھی نہیں بھرا تھا لیکن سعیدہ خالہ کی بھی مجبوری تھی۔

"زری کو میری طرف سے پیار کہنا!" چلتے ہوئے انہوں نے اتنی محبت سے کہا تھا کہ امی کا چہرہ جگمگا اٹھا۔ سمعیہ قریب ہی کھڑی تھی۔ کبھی کبھی اسے امی پر بڑا رحم سا آنے لگتا تھا زری جیسی باصفت بیٹی کے لیے بھی انہیں کس درجہ لوگوں کا مرہون منت ہونا پڑ رہا ہے۔

آج سعیدہ خالہ نے اوپر والوں سے بھی ملنے کا اشتیاق ظاہر نہیں کیا گھر کے سامنے سے وہ رکشا روک کر چلی بھی گئیں۔ تھوڑی دیر کی مہمانداری نے بھی کچن میں اچھا خاصا اودھم مچا رکھا تھا۔ سمعیہ جوں توں سب سمیٹ کر سلیب صاف کر رہی تھی کہ ٹیپو بلانے چلا آیا۔ "ابھی آتی ہوں تھوڑی دیر میں کام ختم کر کے!" اس نے ٹیپو کو تو یہ کہہ کر رخصت کیا مگر تھوڑی سی حیرت البتہ ضرور ہو رہی تھی، ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو وہ ان کے ہاں سے آئی تھی، تھوڑی سی دیر اسے لگ ہی گئی۔

"کتنی دیر پہلے تمہیں بلوایا تھا، کیا تھا جو پہلے آ کر میری بات سن جاتیں۔" جب وہ پہنچی تو فردوس چچی کا موڈ آف تھا وہ جواباً سعیدہ خالہ کی آمد کا قصہ سنانے لگی۔

"کیا بہت اچھی نوکری مل گئی ہے عاطف کو اس بار!" خاطر تواضع کے پیراگراف میں ذرا بھی دلچسپی ظاہر کیے بغیر فردوس چچی نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔

"ہاں، کہہ تو رہی ہیں سعیدہ خالہ عاطف بھائی بہت خوش ہیں، گاڑی وغیرہ بھی جلد ہی مل جائے گی!" گو اسے ابھی بھی عاطف کی مستقل مزاجی کا یقین نہیں تھا پھر بھی جو سنا تھا بتا دیا۔

"ویسے ہے تو پڑھا لکھا لڑکا اور سچی بات ہے کہ اصل کام آنے والی چیز ہی تعلیم ہے، یہ بزنس وغیرہ میں تو بس



Book By Paksitanipoint Composing Team

تھوڑا بہت پیسہ ہی کمایا جا سکتا ہے وہ بھی اگر قسمت ساتھ دے؟" مارے حیرت کے سمعیہ کے لب تھوڑے سے کھلے مگر پھر وہ خود پر قابو کر ہی گئی۔

فردوس چچی کے "اقوال زریں" میں غضب کا بدلاؤ آیا تھا ورنہ جب سے انہوں نے سجیلہ کا رشتہ پرویز جیسے انڈر گریجویٹ کے ساتھ طے کیا تھا وہ کھلے لفظوں میں خالی خولی ڈگریوں کو بے کار کا بوجھ قرار دیتی تھیں۔

"چلو اچھی بات ہے کیسے ہی سہی چچی کو علم کی اہمیت کا اندازہ تو ہوا۔" اس نے خود کو تسلی دی۔

"تم مجھے آکر بتا دیتی تو میں بھی نیچے آکر مبارک باد دے دیتی!" ایک اور جھٹکا، دادی سنتی تو یقیناً بے حد خوش ہوتیں، فردوس چچی میں آئی خوش آئند تبدیلی سے دھیان ہٹا کر اس نے قریب بیٹھی سجیلہ کی طرف دیکھا جب سے وہ آئی تھی سجیلہ خاموش ہی بیٹھی تھی، عجیب بے زار۔۔۔ سی سست ہوئی۔ آنکھوں کو اسے ہر وقت میک اپ میں دیکھتے رہنے کی اس قدر عادت ہو گئی تھی کہ اب جب وہ بلکل سادہ سے چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی تو خود بخود ہی بیمار بیمار سی لگ رہی تھی سمعیہ کو بھی کچھ ایسا ہی گمان گذرا۔

"طنعیت خراب ہے کیا سجیلہ؟"

"نہیں تو۔۔۔"

"لگ تو ایسا ہی رہا ہے!" اس کی تشویش ابھی بھی باقی تھی مگر سجیلہ معلوم نہیں کیوں خفا سی ہو گئی۔

"بے کار میں کیوں پیچھے پڑ جاتی ہو، کہہ تو دیا کہ کوئی بات نہیں ہے!" وہ بہت رکھائی سے کہتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"آج کل اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسی لیے چڑچڑی ہو رہی ہے۔" فردوس چچی نے یونہی سرسری سے



انداز میں سجیلہ کی بدتمیزی کا جواز پیش کیا۔

"اچھا!" وہ آہستہ سے کہہ کر خاموش ہو رہی اس نے بھی تو یہی پوچھا تھا۔ دل میں خیال بھی آیا۔

"تمہاری امی کب جائیں گی مبارکباد دینے کے لیے؟"

"پتا نہیں، شاید کل ہی، اتوار ہے نا!" بے دلی سے جواب دیتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ چچی نے روکا بھی نہیں۔

"معلوم نہیں، بلوایا کیوں تھا۔" سیڑھیاں اترتے ہوئے سمعیہ نے سوچا۔

* * * *

گھر میں شادی کا سا ہنگامہ پھیلا ہوا تھا۔ قورمے، بریانی کی ملی جلی مہک کے ساتھ گلاب کے پھولوں کی خوشبو سارے گھر میں اڑتی پھر رہی تھی، عاطف کے دوست رخصت ہوئے تو وہ بیچ والے کمرے سے ہوتا ہوا پچھلے برآمدے میں آیا۔

اس کی تیسرے نمبر والی بہن، چھوٹے سے برآمدے اور صحن میں سے جا بجا پھیلی گلاب کی پتیوں کو سمیٹ رہی تھی اور ساتھ ساتھ بچوں کو ڈانٹنے کا فریضہ بھی ادا کیا جا رہا تھا۔

"ذرا دیر کے لیے بھاگنا بند کر دو، پتا ہے گناہ ہوتا ہے پتیوں کا پیر کے نیچے آنا۔" مگر کوئی بھی سننے کا نام نہیں لے رہا تھا تینوں بہنوں کے بچے مل ملا کر ماشاءاللہ اچھی خاصی نفری بن جاتی تھی۔

جب تینوں ساتھ آتیں گھر میں حقیقتاً کہیں بھی سکون سے نہیں بیٹھا جا سکتا تھا۔ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہوئے سامنے کھڑے عطف سے ٹکراتے، وہ سارے کے سارے چھت کی طرف جانے والی



Book By Paksitanipoint Composing Team

سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔

"عاطف!" اس کی سب سے بڑی بہن کچن کے دروازے میں آ کھڑی ہوئیں۔ "تمہارے دوست چلے گئے ہیں کیا؟"

"جی آپا!" وہ صحن میں لگے واش بیسن کی طرف ہاتھ دھونے کے لیے بڑھتے ہوئے بولا۔

"جاؤ گڈی، ڈرائینگ روم سے کھانے کے برتن اٹھالاؤ!" اس کی بہن اپنی چودہ پندرہ سالہ بیٹی کو کہہ رہی تھی۔

کچن میں مستقل ہی پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس کی منجھلی بہن بڑی دیر سے برتن دھونے میں لگی ہوئی تھی۔ آج اتوار تھا اور تینوں بہنیں اس کی کامیابی کو سیلیبریٹ کرنے کے لیے خصوصی طور پر اکٹھی ہوئی تھیں، ابھی تھوڑی دیر پہلے ان تینوں کے شوہر کھانا کھا کر رخصت ہوئے تھے۔

"آج کتنی رومق ہے گھر میں بالکل ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم عاطف کی شادی میں آئے ہوں، ہے نا آپا!" اس کی سب سے چھوٹی بہن پھولوں کی پتیاں سمیٹ کر ایک شاپر میں بند کر چکی تھی، بڑی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اللہ کرے گا، بہت جلد وہ دن بھی آجائے گا۔" بڑی بہن کے لہجے میں بڑی خوشیوں بھری آس جھلک رہی تھی۔ عاطف تولیے سے ہاتھ خشک کرتے ہوئے ہلکے سے مسکرایا۔

تینوں بہنوں کا یہ مشترکہ پسندیدہ موضوع تھا، جب بھی وہ کسی جاب سے منسلک ہوتا اس ذکر خیر میں بڑی شدت آجاتی تھی اس بار تو واقعی جاب بھی بہت اچھی تھی سو خود عاطف کو بھی یہ ذکر سننا اچھا لگ رہا تھا۔



"برات میں تو ہم تینوں غرارے پہنیں گے، کب سے میں نے سوچ رکھا ہے۔" لگ رہا تھا کہ سارے اہم فیصلے تینوں بہنیں کب کے کر چکی ہیں جواب اس سلسلے میں کوئی اختلاف رائے نہیں تھا صرف عاطف ہی تھا جس نے بہت گڑبڑا کر ان لوگوں کی طرف دیکھا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے ایسے فینسی ڈریس شو کی، خبردار جو کسی نے اپنے فرسودہ غراروں کی نمائش کی۔"

اصل میں تو اسے یہی سوچ کر وحشت ہوئی تھی کہ اس کی بے حساب پھیلتی ہوئی تینوں بہنیں غرارے پہن کر جیسی لگیں گی اور ان کے بیچ چلتا ہوا وہ خود۔۔۔۔۔

"چلو ٹھیک ہے، نہیں پہنیں گے وہ غرارے ویسے بھی ان کی قمیضیں تو نئی سلوانی پڑتیں، ایسا کرنا تم ہم تینوں کو نئے دلوا دینا آج کے فیشن کے مطابق، خیر سے ایک ہی بھائی ہو، تمہارا فرض بھی بنتا ہے۔" خوشی کا موقع تھا بحث سے پرہیز کرتے ہوئے تینوں نے فوراً ہی اتفاق رائے کی دوسری صورت نکال لی۔ عاطف نے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے ان تینوں کی طرف دیکھا اور سامنے والے کمرے میں چلا آیا وہ تینوں بھی پیچھے ہی آئیں۔ سامنے مسہری پر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگائے سعیدہ خالہ بڑی طمانیت، بڑے فخر کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

پچھلے چند دنوں میں اتنی مبارکبادیں وصول کی تھیں کہ شخصیت میں خود بخود ہی ایک تمکنت سی انہیں محسوس ہونے لگی تھی۔

"ابھی اتنی جلدی نہیں ہے مجھے، پہلے تھوڑا سا گھر کو ٹھیک ٹھاک کراؤں گی، حالت دیکھ رہی ہو گھر کی، دلہن کے جہیز کا سامان کیا اچھا لگے گا یہاں۔" انہوں نے چونا جھڑتی دیواروں اور جگہ جگہ سے چٹختے ہوئے فرش کی طرف توجہ دلوائی جسے دیکھتے رہنے کی ان سب کو اتنی عادت ہو چکی تھی کہ اب کچھ بھی کسی کو برا نہیں لگتا تھا



Book By Paksitanipoint Composing Team

مگر بات تھی تو واقعی ٹھیک۔

"چلیں خیر، اتنے دن تو لڑکی ڈھونڈنے اور بات طے کرنے میں بھی نکل جائیں گے۔" وہ تینوں فوراً ہی متفق ہو گئیں۔ عاطف نے بہت چونک کر ان سب کی طرف دیکھا۔

"لڑکی تو خیر دیکھی ہوئی ہے، زری۔" سعیدہ خالہ ان لوگوں کی باتوں کا ذرا بھی اثر لیے بغیر اطمینان سے کہہ رہی تھیں۔

عاطف کو بڑا اطمینان سا ہوا مگر تینوں بہنیں جو پہلے کبھی بھی اس ذکر پر اختلاف نہیں کرتی تھیں آج بدلی بدلی سی تھیں۔

"دو چار اور لڑکیاں دیکھ لینے میں کوئی حرج تو نہیں ہے امی، لوگ دسیوں لڑکیاں دیکھ لیتے ہیں اپنے بالکل بے کار قسم کے لڑکوں کے لیے بھی!"

"اور کیا۔۔۔۔؟"

"کون سا ہم نے عاطف کا رشتہ طے کر دیا ہے زری کے ساتھ، ایک خیال ہی تو ہے، بدل بھی سکتا ہے۔" ان تینوں میں غضب کا ایکا تھا اور جب کبھی بھی وہ کسی بات کی ٹھان لیتی تھیں اسے پورا کر کے ہی دم لیتی تھیں۔

عاطف کو بھی تھوڑی تشویش گھیرے لگی گو وہ اپنی بات منوانے کی پوزیشن میں سو فیصد تھا مگر ان تینوں کا یہ بدلاؤ کچھ نہ کچھ دردسری تو پیدا کرنے والا تھا ہی۔

"میں زری کی برائی نہیں کر رہی ہوں مگر عجیب آدم بیزار سی لڑکی ہے۔ کہیں آنا جانا نہیں، کہیں ملنا ملانا نہیں۔" اس کی ایک بہن کہہ رہی تھی۔



"اور ہمارے جیسے گھر میں تو وہ بالکل بھی سوٹ نہیں کرے گی جہاں ماشاءاللہ ہر وقت لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔" یہ دوسری بہن تھی۔

"خوش اخلاق تو خیر زری بھی ہے، آتی جاتی اس لیے زیادہ نہیں ہے کہ جاب کرتی ہے سب ہی کام کرنے والی لڑکیوں کے ساتھ یہ مسائل ہوتے ہیں ایک چھٹی کا دن ملتا ہے سو اس دن کے لیے دس کام پہلے سے تیار ہوتے ہیں۔" سعیدہ خالہ بڑی عمدگی کے ساتھ زری کا دفاع کر رہی تھیں۔ عاطف کو بڑا اطمینان سا ہوا سب سے اہم ان ہی کی رضامندی تھی۔

"کیا ضرورت ہے نوکری کرنے کی، عاطف کی اتنی اچھی جاب ہے بس کوئی گھریلو، کم عمر اور خوبصورت لڑکی ٹھیک رہے گی اس کے لیے۔" "بات تو تمہاری بھی ٹھیک ہے کسی حد تک مگر۔۔۔۔" بحث طول پکڑ رہی تھی۔

اس سے کسی کو بھی یاد نہیں آ رہا تھا کہ زری کی یہ جاب ابھی کچھ ہی عرصے پہلے تک ان کے لیے کتنی زیادہ اہم تھی عطف جیسے غیر مستقل مزاج کے لیے ان سب کو زری سے بہتر کوئی دوسری لڑکی دکھائی نہیں دیتی تھی۔

"وہ لوگ آنے والے ہیں مہربانی کر کے اس موضوع کو فی الحال یہیں ختم کر دیا جائے تو اچھا ہے۔"

عاطف بےزاری سے کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تو ان سب کو بھی خیال آیا۔

"واقعی، سمعیہ کا فون آیا تو تھا بتانے کے لیے۔"

"ٹھیک ہے، بہت اچھی طرح ملیے مگر امی ابھی آپ کو قسم ہے جو ایسی کوئی بات دادی یا آنٹی کے سامنے چھیڑی۔" تینوں ہی سعیدہ خالہ کو ہدایتیں دیتی ہوئیں اٹھ کھڑی ہوئیں، وہ بے چاری دل ہی دل میں خجل ہوتی



Book By Paksitanipoint Composing Team

رہیں۔

عاطف گیٹ کی طرف آگیا۔اسے بڑی دیر سے ان لوگوں کا انتظار تھا اسی لیے اس نے اپنے دوستوں کو روکا بھی نہیں تھا۔زری کتنی مدت کے بعد اس کے گھر آرہی تھی۔اس نے اندازہ لگانا چاہا مگر اتنے زیادہ دن بیچ میں آچکے تھے کہ اسے ٹھیک سے یاد آہی نہ سکا۔اندر بہنوں کی باتوں سے تھوڑا سا موڈ خراب ہو رہا تھا۔

"معلوم نہیں کیسے،خود ہی ہر بات فرض کر لیتی ہیں۔"اس نے ہلکے سے سر کو جھٹکا تب ہی بڑی ساری بال دھپ سے اس کے قدموں کے پاس آکر گری۔

"ماموں!"اوپر سے بچے پکار رہے تھے۔

"کیا بدتمیزی ہو رہی ہے،سکون سے نہیں کھیلا جاتا تم سے!"

بال واپس پھینکتے ہوئے وہ ان پر خفا ہونے لگا مگر وہ سارے بھی ایک نمبر کے ڈھیٹ تھے۔

"کھیل سکون سے کیسے کھیلا جا سکتا ہے ماموں،کھیل میں تو شور ہونا لازمی ہے آپ کو کوئی طریقہ آتا ہو تو بتا دیں آکر۔"منجھلی بہن کا سب سے بڑا بیٹا پورا بقراط تھا عاطف نے خود کو بہ مشکل ہی اسے مزید ڈانٹنے سے باز رکھا کہ تینوں بہنیں ایسے موقع پر فوراً ہی ناراض ہو جاتی تھیں۔

تبھی گیٹ پر ٹیکسی کے رکنے کی آواز پر وہ سب کچھ بھول کر گیٹ کھولنے کے لیے آگے بڑھ گیا۔سمعیہ سہارا دے کر دادی کو اتار رہی تھی اور اس کی امی ٹیکسی والے کو کرائے کے پیسے دے رہی تھیں۔زری کہیں نہیں تھی یہ

محض ایک سرسری نگاہ میں ہی دکھائی دے گیا تھا۔بڑا مایوس سا وہ ان لوگوں کے استقبال کے لیے آگے بڑھ



گیا۔ہار،پھول،مٹھائی وہی سارا منظر جو ان دنوں وقفے وقفے سے دہرایا جا رہا تھا ایک بار پھر تھا۔

"میں نے تو سنتے ہی شکرانے کی نفلیں بھی پڑھ ڈالیں کہ چلو سعیدہ کا بچہ بھی کسی ڈھنگ کے کام پر لگا بے چاری نے بہت مصیبتیں اٹھالیں۔"دادی کی محبت کا اپنا انداز تھا مگر تینوں بہنوں کو سخت برا لگا اور سچی بات تو یہ کہ خود عاطف کو بھی شرمندگی محسوس ہونے لگی تھی۔اس کے خیال میں وہ اتنا بھی گیا گزرا نہیں تھا۔

"عاطف کے لیے نوکریوں کی کیا کمی ہے دادی،وہ تو خود ہی چھوٹی موٹی نوکریوں سے بھاگتا تھا اب دیکھ لیں اللہ نے کیسی عزت کی جگہ پر اس کو لگایا ہے!"اس کی سب سے بڑی بہن جتائے بغیر نہ رہ سکی اور بہت دیر بعد عاطف کو بھی اس کی بات بری نہیں لگی۔

دادی،سعیدہ خالہ سے باتوں میں مصروف ہو چکی تھیں انہوں نے ڈھنگ سے سنا بھی نہیں صرف سمعیہ تھی جس نے ان لوگوں کا برا ماننا فوری طور پر سمجھ لیا تھا۔امی مٹھائی کا ڈبہ لائی تھیں اور ہار بھی۔

"آپ نے خوامخواہ تکلیف کی خالہ،گھر میں اتنی مٹھائی اور ہار جمع ہو گئے ہیں ماشاءاللہ کہ ہم تو سنبھالتے سنبھالتے تھک گئے ہیں۔"اس کی بہنوں میں سے کوئی کہہ رہا تھا۔

عاطف کو ذرا بھی دلچسپی اس طرح کی باتوں میں نہیں محسوس ہو رہی تھی زری کے نہ آنے سے جو مایوسی اس پر طاری تھی اب اکتاہٹ میں تبدیل ہو رہی تھی۔سمعیہ اس کے قریب والی کرسی پر بیٹھی تھی سب کو باتوں میں مشغول دیکھ کر وہ نسبتاً نیچی آواز میں اس سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔

"اور وہ تمہاری بہن آئیں نہیں اب بھی!"وہ خفا تھا زری سے اور یہ بات اس کے لہجے سے ظاہر ہو رہی تھی۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"اس کے پاس کام کافی تھا چیک کرنے کے لیے پھر ابا کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" سمعیہ نے یوں ہی کمزور سے جواز تراشے حالانکہ خود اس نے کتنی ہی خوشامد کی تھی زری سے یہاں آنے کے لیے مگر معلوم نہیں کیوں وہ جھجک گئی تھی۔

"اچھا نہیں لگتا، معلوم نہیں وہ لوگ کیا سمجھیں!"

"پاگل ہوگئی ہو، کیا سمجھنا ہے بھلا!" سمعیہ نے اس کے گلابی ہوتے چہرے کو حیرت سے دیکھا تھا۔ تمہاری کون سی منگنی ہوگئی ہے عاطف بھائی کے ساتھ جو جاتے ہوئے شرما رہی ہو اور اب تو منگنی کے بعد بھی ہمارے گھر میں خود مثال ہے سجیلہ کی!"

"اچھا، چپ کرو بس مجھے بہت کام ہیں، وہ کرنے ہیں۔" پتا نہیں کس طرح وہ اپنے چہرے پر تھوڑی سی سنجیدگی لانے میں کامیاب ہوئی تھی مگر سمعیہ کو اپنے تجزیے پر پکا یقین تھا۔ زری عاطف کا سامنا کرنے سے گھبرانے بھی لگی تھی اور شرمانے بھی۔

گیٹ پر پھر کوئی آیا تھا اور اچھا خاصا ہنگامہ مچا ہوا تھا بچوں کی ٹیم جو ابھی تک اوپر کھیلنے میں مصروف تھی اب نئے آنے والوں کے استقبال کے لیے گیٹ کھولے کھڑی تھی۔ عاطف کو بھی بادل ناخواستہ اٹھ کر جانا ہی پڑا۔

مہمان اندر آچکے تھے اور فردوس چچی عادتاً ہی اتنی زور سے بولتی تھیں کہ اندر بیٹھے لوگوں کو خود بخود ہی ان کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ سمعیہ، امی، دادی تینوں کو ہی جتنی بھی حیرت تھی کم تھی۔ فردوس چچی اور سجیلہ آنے والے افراد تو دو ہی تھے مگر ساتھ میں اور جو کچھ بھی تھا بڑی وافر مقدار میں تھا۔ مٹھائی، پھلوں کی بڑی ساری باسکٹ اور چمکیلے ریپر میں لپٹے ہوئے چار بڑے نمایاں قسم کے گفٹس پیک۔



"اتنا کچھ۔۔۔۔"

"کیا ضرورت تھی فردوس یہ سب کرنے کی، تم آئیں یہی میرے لیے تو سب سے بڑی خوشی کی بات ہے۔"

سعیدہ خالہ مارے ممنونیت کے بے حال ہوئی جا رہی تھیں اور ان کی تینوں بیٹیاں جو ایک ایک کر کے کمرے سے باہر جا چکی تھیں اب واپس آگئی تھیں اور تحائف کو سنبھال سنبھال کر سامنے رکھی میز پر سیٹ کر رہی تھیں۔

اس رنگ برنگے انبار میں فردوس چچی کے لائے پانچ کلو کے ڈبے کے سامنے ان کی ایک کلو مٹھائی کس قدر سمٹی سمٹائی، کم حیثیت سی لگ رہی تھی اور ایسے ہی شاید وہ لوگ بھی فردوس چچی اور سجیلہ کے سامنے۔ سمعیہ کا بے اختیار ہی دل چاہنے لگا کہ وہ مٹھائی کے اس ڈبے کو جو وہ لوگ لائے تھے کہیں غائب کر دے اور خود کو بھی۔

"اتنی خوشی ہوئی تھی سمعیہ سے سن کر رہا نہیں گیا میں نے کہا چل سجیلہ سعیدہ آپا کو مبارکباد تو ضرور ہی دے کر آنی ہے۔" فردوس چچی اس وقت اس قدر سیدھی سادی اور بے ضرر سی لگ رہی تھیں کہ میزبانوں کو ان پر بے حد پیار آرہا تھا۔

"ہائے سجیلہ کتنی پیاری ہوگئی ہے!"

"کتنے دن بعد دیکھا ہے، سچ میں تو پہچانی ہی نہیں کہ اتنی خوبصورت کون لڑکی، فردوس چچی کے ساتھ آرہی ہے۔"

عاطف کی تینوں بہنیں سجیلہ کو گھیرے بیٹھی تھیں اور جس تواتر سے اس کی تعریفیں کر رہی تھیں کچھ دیر کے



Book By Paksitanipoint Composing Team

لیے سب ہی کچھ آؤٹ آف فوکس ہو گیا تھا صرف دل فریب خوشبوؤں میں بسا سجیلہ کا خوش رنگ وجود باقی رہ گیا تھا۔

"آؤ چلو، ہم لوگ دوسرے کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں!" عاطف کی بہنیں سجیلہ سے کہہ رہی تھیں سمعیہ کو بطور خاص ان میں سے کسی نے نہیں کہا تھا مگر وہ خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بھلا کنفیوز ہونے کی کیا ضرورت ہے سجیلہ اور فردوس چچی تو ہمیشہ ہی اتنی تیار ہو کر کہیں جاتی ہیں اور وہ خود بھی ہمیشہ ان لوگوں سے کتنی محبت کرتی آئی ہے۔" کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے سنا دادی ناگواری کے ساتھ فردوس چچی سے کہہ رہی تھیں۔

"آنا تھا تو ہم سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی کون سا منع کر دیتے!" ان کا لہجہ چاہے جیسا بھی تھا بات اتنی غلط نہیں تھی۔

عاطف تھوڑی دیر تک تو سنجیدہ ہوا بیٹھا رہا سمعیہ کو یقین تھا کہ اس کا موڈ محض زری کے نہ آنے کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے مگر سجیلہ جیسی باتونی کی موجودگی میں

بہت دیر تک کسی بھی بات کو دل سے لگا کر نہیں بیٹھا جا سکتا تھا۔ عاطف بھی چند ہی منٹ بعد بات بات پر مسکرائے جا رہا تھا۔

کتنا مزہ آتا ہو گا آپ تینوں بہنوں کو مل کر بیٹھنے میں، میں تو ترس جاتی ہوں سارا دن کسی سے بات کرنے کے لیے بھی وہ ٹیپو اور بوبی تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ۔۔۔" سجیلہ اپنی حالت زار بیان کر رہی تھی کہ عاطف کی کسی بہن نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔



"کیوں یہ سمیعہ اور زری بھی تو ہیں پھر کس بات کا اکیلا پن۔۔۔۔"

"ہا۔۔۔زری کا تو ذکر جانے ہی دیں وہ کہاں لفٹ کراتی ہے کسی کو، مہینوں اوپر نہیں آتی۔ پوچھ لیں سمیعہ سے!: سجیلہ کے کہنے پر تینوں بہنوں کی نگاہ ایک ساتھ ہی سمیعہ پر مرکوز ہوئی۔

"نہیں، وہ اصل میں زری جاب کرتی ہے نا، اسی لیے اس کو ٹائم ہی نہیں ملتا ہے۔" کچھ گڑبڑا کر اس نے جو کچھ بھی کہا اس سے سیدھی سیدھی سجیلہ کی بات کی تصدیق ہو رہی تھی۔

"جاب کرنے کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ انسان سب سے کٹ کر رہ جائے اور وہ بھی ایک گھر میں رہتے ہوئے۔۔۔"

"زری تو شروع سے ہی الگ تھلاگ رہنے کی عادی ہے۔ خاندان کی تقریبات میں بھی کم ہی دکھائی دیتی ہے۔" یہاں زری کے ساتھ مروت برتنے کا کوئی سلسلہ نہیں تھا جسے جو کہنا تھا آرام سے کہہ رہا تھا برا منانے کی کوئی بات بھی نہیں تھی پھر بھی سمیعہ کو بے حد برا لگ رہا تھا زری جیسی ہمدرد، حساس اور محبت کرنے والی بہن کے لیے اس طرح کے بے لاگ تبصرے سننا کتنا مشکل تھا۔

سارے خاندان کو پتا تھا کہ چند سال پہلے جب ابا شدید علیل تھے اور سال ڈیڑھ سال وہ تقریباً گھر کے ہی ہو رہے تھے اس وقت زری ہی تھی جس نے اپنی ہمت سے بڑھ کر گھر کی مالی حالت سنبھالے رکھنے کی ذمہ داری اٹھائے رکھی تھی۔ اس کا ایم ایس سی ان ہی دنوں میں مکمل ہوا تھا کوچنگ سینٹر، ٹیوشنز۔۔۔۔ان دنوں وہ صبح سے شام تک مشین بنی رہتی تھی اللہ کے کرم سے وہ وقت گذر ہی گیا اور اب جب خدا نہ کرے ایسی کوئی پریشان کن صورتحال باقی بھی نہیں تھی تب بھی وہ شاید امی اور ابا کے لیے ایک بیٹے کی کمی کو پورا کرنے کے



Book By Paksitanipoint Composing Team

لیے کوشاں تھی مگر یہ سب کچھ صرف امی کی یادداشت میں محفوظ رہنے کے لیے تھا۔لوگوں کی یادداشت اس معاملے میں بڑی ہی کمزور واقع ہوئی ہے۔وہ صرف خود سے جڑی باتوں کے لیے حساس ہوتے ہیں۔

"زری ایسی نہیں ہے،وہ بڑی سمجھ دار اور سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔"ان ہی کوفت بھرے لمحات میں سمیعہ نے عاطف کو کہتے ہوئے سنا اور سجیلہ کے لبوں پر پھیلتی طنزیہ مسکراہٹ کو بھی دیکھا

دوسرے کمرے سے دادی اسے آوازیں دے رہی تھیں انہیں منٹ منٹ میں سمیعہ یا زری کی ضرورت رہتی تھی یہاں تک کہ خود اپنے پرس میں سے بھی کوئی چیز ڈھونڈنے کے لیے انہیں وہی دونوں درکار ہوتی تھیں۔

سمیعہ کو اٹھ کر ان کی بات سننے کے لیے جانا ہی پڑا۔

"کچھ لوگوں کو دوسروں کے احساسات کی کوئی خاص فکر نہیں ہوتی،اب یہی دیکھ لیں سعیدہ خالہ کتنی محبت کرتی ہیں ان سب سے ہمارے ہاں اوپر تو آتی بھی نہیں ہیں مگر پھر بھی زری کا دل نہ چاہا ان کی خوشی میں شریک ہونے کے لیے۔"سجیلہ بڑے سادہ سے لہجے میں کہہ رہی تھی گو اس نے عاطف کا کہیں نام تک نہیں لیا تھا پھر بھی اندر ہی اندر سب سے زیادہ شرمندہ وہی ہو رہا تھا۔

اس کی تینوں بہنیں بلا تامل سجیلہ کی ہاں میں ہاں ملائے جا رہی تھیں اس کے ساتھ آئے تحفوں کی عنایت تھی یا سجیلہ کا کوئی اور کمال چہرے پر آئی لٹ کو بے نیازی سے انگلی پر لپیٹتی ہوئی، ہلکے ہلکے مسکراتی ہوئی وہ اتنی اچھی لگ رہی تھی کہ عاطف کی نظر بھی بار بار اس پر پڑ رہی تھی۔

اس روز ان کے گھر رات گئے تک موضوع گفتگو فردوس چچی اور سجیلہ کی آمد ہی رہی۔



آج صبح ہی سے ہلکی ہلکی بوندیں پڑ رہی تھیں، گہرے سرمئی بادلوں کا غبار ابھی بھی چھا رہا تھا۔سہ پہر کا خاموش سا پہر،اس نیم آلود ماحول کے زیر اثر ہو کر اور بھی سویا سویا سا محسوس ہو رہا تھا۔

دادی کے کمرے میں نہ جانے کس موضوع پر بحث چھڑی ہوئی تھی۔امی اور ابا وہیں بیٹھے تھے،سمیعہ آج نہ جانے کس خوشی میں کھانے کے بعد ہی لمبی تان کر سو رہی تھی۔

زری یوں ہی موسم کا اندازہ لگانے کے لیے اگلے برآمدے کی طرف آئی تھی،آج اس نے چھٹی کی ہوئی تھی۔ سامنے پورا منظر گہرے ہرے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا،ہلکی ہلکی ہوتی بارش نے سامنے پھیلے ہوئے لان کو کچھ سے کچھ بنا رکھا تھا۔زری بے ساختہ ہی برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر لان میں چلی آئی،ہوا میں کچھ مٹی اور سبزے کی ملی جلی سی مہک تھی۔ایک سرے سے دوسری طرف آتے ہوئے وہ جیسے یکدم ہی چونکی۔

"یہاں سے آجائیں زری باجی،کتنا اچھا شارٹ کٹ ہے!"سامنے تھوڑے سے فاصلے سے ٹیپو اسے آواز دے رہا تھا۔

فردوس چچی کے پورشن کا ایک بیرونی دروازہ جو شاذ و نادر ہی کھلا کرتا تھا،آج چوپٹ کھلا ہوا تھا اور اس میں اوپر کی طرف گھوم کر جاتی سیڑھیاں اس دور ہی سے چمک رہی تھیں کہ صاف پتا چل رہا تھا کہ بہت دل لگا کر صاف کروائی گئی ہیں۔

مگر سوال یہ تھا کہ اچھی بھلی اندرونی سیڑھیاں چھوڑ کر یہ الگ تھلگ راستہ کھولنے کی آخر ضرورت ہی کیا پیش آئی تھی۔وہ یونہی ہلکے سے تجسس کے ساتھ لان سے نکل کر اسی طرف چلی آئی۔ٹیپو کے ہاتھ میں حسب معمول بڑا سا شاپر تھا۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"دیکھا زری باجی، یہاں سے گیٹ بھی قریب پڑتا ہے اور دادی کی انکوائری بھی نہیں، امی کہتی ہیں اب یہیں سے آیا جایا کرو۔" ٹیپو فخریہ لہجے میں اس نئی دریافت کی خوبیاں بیان کر رہا تھا مگر وہ شاید کچھ بھی نہیں سن سکی تھی۔ آپ کے بڑے سارے درخت کے نیچے، ذرا سائڈ میں

کر کے کھڑی کی گئی وہ عاطف کی ہی بائیک تھی۔ ٹیپو نے بھی اس کی نگاہ کو وہیں جمے محسوس کر لیا تھا۔

"عاطف بھائی آئے ہیں اپنی امی کو لے کر، انہیں ابھی تک گاڑی نہیں ملی ہے، کہہ رہے تھے بس ایک دو دن میں ملنے والی ہے۔"

"اچھا!"" ویسے زری باجی، کون سی گاڑی مل سکتی ہے عاطف بھائی کو آپ کے خیال میں، خدا کرے کوئی بڑی گاڑی مل جائے، عاطف بھائی کی امی کے لیے تو وہی مناسب رہے گی۔" چچی کے گھرانے میں سبھی کو بے لاگ تبصرے کی عدت تھی، ٹیپو بھی اپنی بات کہہ کر ہنستا ہوا سیڑھیوں کی طرف بھاگ لیا۔

وہ چند لمحوں کے لیے وہیں چپ چاپ کھڑی رہ گئی۔ سعیدہ خالہ اب زیادہ تر اکیلی ہی آتی تھیں، عاطف کو فرصت کم ملنے لگی تھی اور آج جب وہ بہت دن بعد آیا تھا تو باہر کے باہر سیدھا اوپر۔۔۔۔۔؟

وہ ذرا بھی برا نہیں منانا چاہتی تھی مگر پھر بھی ایک دل دکھاتی کیفیت ساتھ ہو لی۔ نہ کوئی وعدہ، نہ عہد، نہ اقرار، نہ انکار۔۔۔۔۔ پھر بھی کچھ تھا جو زندگی کے اس سارے جھمیلے میں سکون کا احساس بن کر آیا تھا۔

"کوئی بھی آئے جائے ہمیں مطلب؟ اور سچی بات تو یہ ہے کہ لوگ کوئی ہمارے پابند تو نہیں ہیں۔"

یہ وہی تسلی تھی جو اس نے اس روز بھی خود کو دی تھی جب سمیعہ نے سجیلہ اور چچی کے عاطف کے گھر پہنچنے کی خبر سنائی تھی۔



"تمہیں ذرا بھی برا نہیں لگا زری کہ سجیلہ وہاں کیوں گئی؟" سمیعہ نے بہت حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"نہیں۔" اس نے پوری مظبوطی کے ساتھ کہا تھا مگر اس وقت "نہیں" کا یہ چھوٹا سا لفظ کہنا بھی مشکل تھا۔

"میرے لیے تو سب سے اہم بات ہے کہ آمدنی حق حلال کی ہو، کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں بیٹی کا ہاتھ تھمانے کے بجائے میں اس کا اپنے گھر میں بیٹھا رہنا منظور کروں گا جس کے ذرائع آمدنی مشکوک ہوں۔"

دادی کے کمرے کے سامنے سے گذرتے ہوئے اس نے ابا کو بڑے جذب کے ساتھ کہتے ہوئے سنا۔ موضوع گفتگو وہی تھی۔

پچھلے دنوں اس کے لیے کسی ملنے والے کے روسط سے کوئی رشتہ آیا تھا، ابا کو اس محکمے پر اعتراض تھا جہاں لڑکے کی ملازمت تھی اور اس "اعتراض" پر جتنی وہ مطمئن تھی شاید کوئی دوسرا نہیں۔

"سمجھ میں نہیں آتا کیا بیو قوفی ہے، ایک اچھا بھلا شخص مل رہا ہے تو ابا کی ایک نئی منطق۔" سمیعہ اٹھ چکی تھی اور سامنے کاریڈور کے دوسرے سرے پر کھڑی، معلوم نہیں کب سے یہ سارا مباحثہ سن رہی تھی۔

"تمہیں کیا پریشانی ہے، ابا جو کچھ بھی سوچ رہے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہے۔" وہ ہلکی سی جھنجلاہٹ کے ساتھ کہتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی آئی۔ سمیعہ پیچھے پیچھے ہی تھی۔

"یہ کیوں نہیں کہتی ہو کہ تم خود بھی کہیں اور شادی کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔"

"ہاں، چلو یہی سمجھ لو۔"



Book By Paksitanipoint Composing Team

"زری۔۔۔!"سمیعہ گھوم کر ٹھیک اس کے سامنے آکھڑی ہوئی"عاطف بھائی کے بھروسے پر مت رہنا، شاید وہ اتنے اچھے نہیں ہیں جتنا ہم انہیں سمجھ رہے ہیں اور ان کی بہنیں تو بالکل ہی فضول ہیں، خود غرض، لالچی قسم کی۔"

پچھلے کچھ دنوں سے سمعیہ ضرورت سے زیادہ صاف گوئی کا مظاہرہ کرنے لگی تھی اور آج کے دن کے لیے تو طے تھا کہ شاید دل دکھنے والی باتیں ہو کر ہی رہنی ہیں۔ باوجود کوشش کے اسے بہت سارا نمکین پانی حلق میں پھنستا ہوا محسوس ہونے لگا۔ سمعیہ کو کوئی بھی جواب دیے بغیر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی مگر اس کی آنکھوں میں چمکتے آنسو سمعیہ نے بڑے واضح طور پر دیکھے تھے۔

اس روز سعیدہ خالہ اور عاطف بہت دیر بعد نیچے آئے تھے۔

"چائے وائے مت بنانا، ذرا بھی گنجائش نہیں ہے!"انہوں نے آتے ہی منع کیا۔ سب ہی کو اندازہ ہو گیا کہ اوپر ان کی ٹھیک ٹھاک خاطر تواضع ہوئی ہے۔

لاؤنج میں عاطف بیٹھا ہوا تھا۔ زری کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا کہ اس کا سامنا کیا جائے مگر کچن میں بھلا یوں ہی بغیر کسی کام بیٹھا بھی تو نہیں جا سکتا تھا، اپنے کمرے کی طرف جانے کے لیے اسے اؤنج سے گذرنا ہی پڑا

"زری!"اسے دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا"کہاں جا رہی ہو، بیٹھو نا۔"

"ابا دادی کے کمرے میں ہیں، تم بھی وہیں جا کر بیٹھو۔"تھوڑے سے آنسو بہا کر وہ خود کو پر سکون کر چکی تھی سو اس کا سوال نظر انداز کر کے بہت آرام سے مشورہ دے گئی۔

"اور تم۔۔۔ تمہارے پاس میرے لیے ذرا سا بھی وقت نہیں ہے، آخر اتنی دور سے۔۔۔۔۔"اسی



اپنائیت بھرے حق جتاتے انداز ہر وہ بڑی خاموشی سے اعتبار کر بیٹھی تھی مگر آج یہی انداز کچھ دھوکہ دیتا ہوا لگ رہا تھا اور خود عاطف بھی پکا فلرٹ۔

"تمہیں اٹینڈ کرنے کے لیے یہاں لوگوں کی کمی نہیں ہے اور تم اچھا خاصا خوشگوار وقت تو گذار کر آئے ہو۔" اس نے عاطف جیسے ناقابل اعتبار شخص کو صاف صاف جتانا ہی مناسب سمجھا۔ مگر وہ ذرا بھی جو شرمندہ ہوا ہو، بے ساختہ ہنستا ہی چلا گیا۔

"تم جیلس بھی ہوتی ہو، بہت اچھی خبر ہے۔"

"غلط فہمی ہے تمہاری۔"وہ ایک دم ہی تلملا گئی"اور نہ ہی میں اتنی فالتو ہوں کہ بے کار کی باتوں پر اپنا دل جلاؤں۔"(حالانکہ بہت دیر سے وہ یہی تو کر رہی تھی)

"گھر آئے مہمان سے اتنی بداخلاقی۔۔۔۔۔!"

عاطف کی مسکراہٹ ابھی بھی گہری تھی"کچھ نہیں تو اپنی کزن سے ہی خوش اخلاقی کے دو چار سبق لے لو، کیا بات ہے اس کی، دل چاہتا ہے۔۔۔۔"

"مجھے کسی سے بھی کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ الٹے سیدھے مشورے اپنے پاس رکھو سمجھے۔"عطف کی بات اتنی فضول تھی کہ اس سے پوری سنی بھی نہیں گئی اور یہاں اس خالی لاؤنج میں کھڑے رہ کر اس کی یہ دل جلاتی گفتگو سننا ایسا کون سا ضروری تھا۔ زری نے یہی سوچ کر قدم آگے بڑھایا تھا کہ وہ تیزی سے اس کے سامنے آیا۔

"کم از کم مجھے میری جاب کی مبارکباد تو دے دو۔"حالانکہ اتنے دنوں میں اس نے بارہا یہ سوچا تھا کہ جب بھی



Book By Paksitanipoint Composing Team

عاطف آئے گا وہ اسے اتنی بڑی کامیابی پر وش تو ضرور ہی کرے گی مگر اس وقت خیر سگالی کا یہ چھوٹا سا مظاہرہ بھی انتہائی غیر ضروری لگا، خود بخود ہی ایک بڑی طنزیہ سی مسکراہٹ زری کے چہرے پر پھیل گئی۔

"زیادہ نہیں، صرف چھ مہینے ہی اس جاب پر ٹکے رہو تو مبارکباد بھی مل جائے گی۔" اپنی بات کہہ کر وہ رکی نہیں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی سامنے والے کاریڈور کی طرف چلی گئی۔ عاطف وہیں کھڑا، کچھ پر سوچ سی نگاہوں کے ساتھ اسی طرف دیکھے گیا جہاں پہ ابھی ابھی زری گئی تھی۔

"بات ہے تو ویسے بالکل ٹھیک۔" ہلکے سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس نے خود اپنے آپ سے کہا۔ اس کے لب ابھی بھی مسکرا رہے تھے اور ذہن میں کوئی خیال ابھی ابھی آیا تھا۔

زری نے اس رات پہلی بار فردوس چچی اور سجیلہ کے رویے کے بارے میں سنجیدگی سے غور کیا تھا، پرویز جیسے پیسے والے من چاہے شخص کے ساتھ منگنی کروا کر سجیلہ کا عاطف کی طرف جھکاؤ آخر کیا معنی رکھتا تھا۔

سجیلہ کے کمرے میں رکھی پرویز کی تصویر، اس کے دیے گئے تحائف، ساتھ گھومنا پھرنا، سب کچھ اتنی واضح کہانی سناتے تھے کہ اسے چچی اور سجیلہ کے سعیدہ خالہ سے بڑھتے ہوئے تعلقات پر ذرا بھی تشویش نہیں ہوتی تھی مگر آج بہت کچھ مختلف نظر آرہا تھا، اس نے کروٹ بدل کر نیم اندھیرے کمرے میں سامنے والی دیوار پر نگاہ جمائی۔

یہ دنیا ہے، جہاں کبھی بھی، کچھ بھی، بدل سکتا ہے، جذبات۔۔۔۔ احساسات۔۔۔۔۔ ویلیوز۔۔۔۔۔ کچھ بھی۔ انسان بہت جلد بھولتا ہے اور بہت دیر میں سیکھ پاتا ہے۔ اس نے خود اپنے آپ کو سمجھانا چاہا مگر پھر بھی چند آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہو گئے۔



* * *

سامنے دیوار پر لگے وال کلاک میں ٹھیک ایک بجا تھا، چچی نے ایک بے زار سی نگاہ سامنے بیٹھے پرویز پر ڈالی، کسی مہنگے سے پرفیوم کی مہک اس کے اطراف میں پھیل رہی تھی اور یہاں آنے سے پہلے وہ اپنی ڈریسنگ پر جتنی توجہ صرف کرتا تھا صاف اندازہ ہوتا تھا۔

سکتا تھا

"آپکو تو پتا ہے کہ اماں پرانے خیالات کی مالک ہیں۔" وہ ایسے کہہ رہا تھا جیسے کوئی اعتراف جرم کر رہا ہو۔

"ہاں، وہ تو مجھے اندازہ ہے۔" فردوس چچی میں ایک احساس فخر ابھرنے لگا، پرویز کی اماں اور بھی دقیانوسی اور فرسودہ محسوس ہونے لگی تھیں، ان جیسی ماڈرن اور طرح دار خاتون سے ان کا مقابلہ بھی کیا تھا بھلا؟

"بس انہیں ہی کچھ زیادہ اعتراض رہنے لگا تھا، کہتی ہیں شادی سے پہلے کا یہ ملنا ملانا اور روز روز سسرال جانا وقعت کم کر دیتا ہے۔" پرویز نے بڑے مناسب الفاظ میں اپنا مفہوم واضح کی۔ والدہ کے اوریجنل ارشادات کو بڑی سمجھ داری کے ساتھ حذف کر گیا وہ اب کھلے عام فردوس چچی اور سجیلہ کے لیے ادا کرتی تھیں۔ کوئی اور وقت ہوتا تو فردوس چچی بھی پرویز کی والدہ کے اعتراضات کو آڑے ہاتھوں لیتیں لیکن اس وقت بڑی ہی خندہ پیشانی سے تائید کرنے لگیں۔

"تو اور کیا، ٹھیک ہی تو کہتی ہیں، مجھے تو خود بالکل پسند نہیں ہیں ایسی باتیں۔ تمہیں ان کی بات ماننا چاہیے۔"

پرویز کے لیے اپنی اماں کی باتیں جتنی تکلیف دہ تھیں اس سے کہیں زیادہ فردوس بیگم کا رویہ حیران کن تھا۔ ابھی کچھ عرصے پہلے تک تو وہ سجیلہ کو پوری چھٹی دے کر اپنی روشن خیالی کا بھرپور ثبوت دے رہی تھیں، اب



Book By Paksitanipoint Composing Team

کیا ہوا تھا۔

"برا مت منانا، بڑوں کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔" چچی کی سرد مہری کے آگے وہ زیادہ دیر ٹک نہیں پایا سو اجازت لے کر اور سجیلہ کو اپنی طرف سے پوچھنے کی درخواست کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا، اسے رخصت کر کے چچی واپس لاؤنج میں آئیں تو سجیلہ کمرے سے برآمد ہو چکی تھی۔

"شکر ہے، کسی طرح تو ٹلا۔" فردوس چچی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ شکر ادا کیا۔ سجیلہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی صوفے پر آ بیٹھی۔ پرویز بڑی تیزی سے اس کے دل سے اتر رہا تھا، اس کے مینرز، اس کے بات کرنے کا انداز سب ہی کچھ ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔

اور بھلا اگر وہ اس کے ساتھ چند بار باہر نہ گئی ہوتی تو کیسے جان پاتی کہ وہ کھانا کھاتے ہوئے منہ سے کیسی کیسی آوازیں نکالتا ہے، اپنی پلیٹ میں ہڈیوں اور ادھ کھائی بوٹیوں کے چھوٹے چھوٹے انبار اکٹھے کر چھوڑتا ہے، اُف توبہ۔۔ بڑی نفرت سے اس نے سر کو ہلکے سے جھٹکا، آج کل وہ اکثر اپنی دانشمندی پر خود کو شاباش دے لیا کرتی تھی۔

جس روز عاطف کو آفس کی طرف سے گاڑی ملی، تینوں بہنیں بطور خاص مبارکباد کے لیے ایک بار پھر جمع تھیں۔ بھانجا بھانجی جب سے آئے تھے، گاڑی کے گرد ہی گھیرا ڈالے کھڑے تھے اور تینوں بہنیں پروگرام سیٹ کر رہی تھیں کہ بالترتیب کس، کس رشتے دار کے ہاں چلا جائے۔

منہ سے بتانا تو چھچھورا پن لگتا ہے مگر جب جائیں گے تو سب ہی کو پتا چل جائے گا کہ عاطف نے گاڑی لے لی ہے۔" بڑی بہن نے اپنے طور پر بڑی سمجھداری کی بات کی تھی مگر عاطف ٹوکے بغیر نہیں رہ سکا۔



"خریدی نہیں ہے میں نے، آفس سے ملی ہے، خدا کے واسطے کہیں کہہ مت دیجیئے گا کہ خریدی ہے۔ پتا چلا کہ کل کو نوکری چھوٹ گئی تو گاڑی واڑی سب غائب۔"

"خدا نہ کرے، کبھی تو اچھی بات منہ سے نکالا کرو۔" تینوں بہنوں کو سخت برا لگا۔ اللہ اللہ کر کے جو مسرت بخش دور زندگی میں شروع ہوا تھا اس سے دستبرداری کا تصور بھی اب محال تھا۔

"اب پتا چلے گا سب کو، ایسا کرنا سب سے پہلے میری سسرال آنے کا پروگرام رکھ لو اس اتوار کو۔" منجھلی کے سسرال میں اپنے کمپلیکسز تھے جنہیں دور کرنا اس کے لیے بے حد ضروری تھا۔

"پھر میرے گھر۔۔۔"

"پھر بڑے چچا کے۔"

"اس کے بعد چھوٹی خالہ کے۔" ہفتوں کیا مہینوں کا پروگرام سیٹ کیا جا رہا تھا۔

عاطف کے بیروزگاری کے طویل وقفوں کی بنا پر ان سب کو ہی خاندان میں اپنی پوزیشن ہمیشہ ڈاؤن ہوتی محسوس ہوتی تھی، سو اب اس کی بحالی اس طرح سے ممکن تھی۔

"اس اتوار کو دعوت ہے ہم سب کی۔" چھوٹی کو یاد آیا۔

"کچھ مٹھائی وغیرہ لے چلیے گا زیادہ سی، وہ عاطف کی مبارکباد کے لیے آئی تھیں تو کتنا کچھ لے کر آئی تھیں۔" بڑی بہن نے یاد دہانی کرانی ضروری سمجھی حالانکہ یہاں ان کی دریادلی کو کوئی بھی نہیں بھولا تھا۔

"ساری غلطی امی کی ہے، بے کار میں اتنے عرصے سے زری کے چکر میں رہیں، سجیلہ کی طرف کوشش



Book By Paksitanipoint Composing Team

کرتیں تو آج عاطف کی منگنی اس سے ہو چکی ہوتی۔" تینوں کو رہ رہ کر یہی ملال ہوتا رہتا تھا۔ سعیدہ خالہ کبھی تو اپنی پرانی کمٹ منٹ پر شرمندہ ہو جاتیں اور کبھی خفا۔ اس وقت بھی وہ کچھ برا منا رہی تھیں۔

"تم ہی لوگ کہا کرتی تھیں کہ عاطف کہیں ٹک کر کام نہیں کرتا، زری اس کے لیے اچھی رہے گی، کم ذکم گھر تو چلتا رہے گا اس کی تنخواہ سے۔" عاطف واپس کمرے میں آرہا تھا جب اس نے اپنی امی کو کہتے ہوئے سنا۔

"تو کون سی غلط بات تھی، ہر شخص اپنا مفاد سوچتا ہے، اب عاطف کو خود اتنی اچھی جاب مل چکی ہے تو اچھا ہے کوئی ایسی لڑکی مل جائے جو اس گھر کا نقشہ ایک دن میں بدل دے، سجیلہ نہ سہی اس جیسی کوئی اور، لاکھوں کا جہیز تو آج کل معمولی بات بن کر رہ گیا ہے۔" اس کی سب سے بڑی بہن کے لہجے میں دبا دبا سا جوش تھا۔ وہ تینوں بلکہ چاروں اس سے بے حد محبت کرتی تھیں اس کی خیر خواہ تھیں، ان سے بڑھ کر اس کا اچھا برا سوچنے والا کوئی نہ تھا، یہ بات طے تھی۔ عاطف کے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔

"گڈ۔۔۔" وہ واپس صحن میں چلا آیا جہاں بہنوں کے بچے ابھی بھی جمع تھے۔

"گیٹ بند کر لو، نانی پوچھیں تو بتا دینا کہ میں کسی دوست کے پاس گیا ہوں۔" اس نے گھر سے نکلتے ہوئے بھانجے کو ہدایت دی۔ اس وقت یہی بہتر تھا کہ کچھ وقت اس ساری بحث سے دور ہو کر گزارا جائے۔

ٹیپو اور بوبی کی ڈیوٹی ٹیرس پر تھی۔

"آگئے!" فردوس چچی جہاں بھی ہوتیں، وقفے وقفے سے آواز لگا کر پوچھ لیتیں، ان دونوں کا جواب ہر بار ایک لمبی سی "نہیں" میں ہوتا۔

"معلوم نہیں لوگوں کو وقت کی پابندی کا خیال کیوں نہیں رہتا۔" لاؤنج میں بالکل چپ چاپ بیٹھے اختر چچا کے



پاس ذرا رک کر انہوں نے اس قومی بیماری پر اظہار خیال کیا۔

"ہاں۔۔۔!" وہ کسی گہری سوچ سے چونکے تھے

"کچھ مجھ سے کہا۔"

"نہیں دیواروں سے۔" ایک ہاتھ سے پیشانی کو چھوتے ہوئے وہ جل کر بولیں "اور خدا کے واسطے مہمانوں کے سامنے اس طرح گم صم ہو کر مت بیٹھے رہنا، ہنسی خوشی۔۔۔" انہیں بات ادھوری ہی چھوڑنی پڑی۔ ٹیپو اور بوبی مہمانوں کے پہنچ جانے کی اطلاع دے رہے تھے۔ ایک گاڑی اور تین موٹر سائکلوں پر مشتمل قافلہ آگے پیچھے کچھ وقفے سے آ ہی گیا تھا۔ بیرونی سیڑھیوں سے اوپر کی طرف جاتے ہوئے عاطف کی نگاہ نچلی منزل کی طرف بے ساختہ ہی اٹھتی رہی، آج وہاں بڑی عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"شاید وہم ہو یا پھر وہ سب لوگ بھی اوپر ہی ہوں گے۔" خود کو مطمئن کرتا ہوا وہ اوپر آیا مگر یہاں ان میں سے کوئی بھی نہیں تھا حتیٰ کہ سمعیہ بھی نہیں جسے دعوتوں وغیرہ میں خدمات سرانجام دینے کے لیے فردوس چچی ضرور ہی بلا لیا کرتی تھیں۔ عاطف کی بہنیں آج بہت عرصے بعد یہاں آئی تھیں اور بجا طور پر فردوس چچی کے گھر کی تزئین و آرائش سے مرعوب ہوئی جا رہی تھیں۔

"آپ نے کتنا پیارا گھر سیٹ کیا ہوا ہے چچی۔"

"کتنا اچھا ٹیسٹ ہے آپ کا اور سجیلہ کا۔"

عاطف بہت صبر کے ساتھ تعریفوں کا یہ سلسلہ سنتے گیا اس امید پر کہ شاید اس کی امی اور بہنوں میں سے کسی



Book By Paksitanipoint Composing Team

کو نیچے والوں کی خیریت دریافت کرنے کا خیال آجائے مگر وہاں ان سب کی دلچسپی کے کئی اور موضوعات تھے۔ سجیلہ بہت تیار تھی اور شاید واقعی اچھی لگ رہی تھی جو عاطف کی

تینوں بہنیں مستقل ہی اس کی تعریف کر رہی تھیں۔ عاطف نے ایک آدھ سرسری نگاہ ڈالی بھی۔ فردوس چچی ان جملہ خواتین کو مزید مرعوب کرنے کے لیے لاؤنج سے اٹھا کر ڈرائینگ روم میں لے گئیں تو اس سے رہا نہ گیا۔

"میں ذرا دادی سے جا کر مل آؤں۔" وہ اختر چچا کو مخاطب کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں، ضرور جاؤ۔" آج وہ یوں ہی بات بات پر چونک رہے تھے، سب کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی جیسے کہیں اور تھے۔

"باہر کی طرف والی سیڑھیوں سے جانا، یہ اندر کی طرف والا راستہ ہم نے بند کر دیا ہے۔" انہوں نے شرمندہ سے لہجے میں اسے جاتے جاتے تاکید کی۔

"چلو اچھا ہوا، دادی کو ویسے بھی سیڑھیوں کی بھاگ دوڑ سے شکایت رہتی تھی، بس بے چاری سمعیہ کو لمبا چکر لگا کر آنا پڑتا ہو گا۔" وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے سوچ کر مسکرا دیا۔

باہر سے جو سناٹا اسے محسوس ہو رہا تھا وہ محض وہم نہیں حقیقت تھا، اس بات کا اندازہ اسے بیرونی برآمدے اور پھر ملحقہ کاریڈور میں مڑتے ہوئے ہی ہو گیا۔

"دادی!" سب سے پہلا کمرہ ان ہی کا تھا سو وہیں رک کر پکارا۔

"کون، عاطف، اندر آجاؤ۔" وہ دروازہ کھول کر اندر چلا آیا، دادی سامنے ہی اپنی مسہری کی پشت سے ٹیک



لگائے بیٹھی تھیں، بالکل اکیلی، خاموش، تھکی تھکی سی۔

"سب لوگ کہیں گئے ہوئے ہیں کیا، بڑی خاموشی ہے؟" وہ پوچھ رہا تھا کہ سمعیہ اندر آئی۔

"ارے، آپ آج اکیلے ہی آئے ہیں، سعیدہ خالہ نہیں آئیں۔"

"نہیں، آج تو سب ہی لوگ آئے ہیں، تمہیں نہیں پتا؟" وہ شرمندگی بھری حیرت میں مبتلا ہونے لگا۔ یہاں نہ کسی کو ان کی آمد کی اطلاع تھی اور نہ ہی اس بڑی دعوت کی خبر جو محض چند سیڑھیاں اوپر اختر چچا کے گھر میں منعقد ہو رہی تھی۔ تفصیلات بتاتے ہوئے اس کی شرمندگی بڑھتی رہی اور جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ دادی اور سمعیہ اس سارے قصے میں خاص کیا عام سی بھی دلچسپی نہیں لے رہیں۔

"تم کیا آج ایک بار بھی اوپر نہیں گئی ہو؟" دل ہی دل میں حیران ہوتے ہوئے وہ سمعیہ سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔

"نہیں عاطف بھائی، مجھے تو کئی دن ہو گئے!" گو اس نے سادہ سے لہجے میں ہی جواب دیا تھا مگر آواز میں آئی ہلکی سی لرزش عاطف سے چھپی نہیں رہ سکی۔

"کیا ہوا؟ آپ بتائیں نا دادی۔" پریشان سا ہو کر وہ ان کی طرف مڑا۔ دادی کے ضبط کی حد بس یہیں تک تھی اس کے پوچھنے پر بے اختیار ہی پھوٹ پھوٹ رونے لگیں۔

"دادی، دادی پلیز! اپنی طبیعت دوبارہ خراب کر لیں گی، مستقل بی پی بڑھا ہوا ہے آپ کا، دعا کریں نا، آپ کی دعا تو ہم سب سے جلدی قبول ہو گی!" سمعیہ خود پر قابو پا کر دادی کو سنبھالنے لگی۔ عاطف بے حد کنفیوز سا ان دونوں کو دیکھے گیا، کوئی بے حد پریشان کن واقعہ پیش آچکا تھا، اس کی گھبراہٹ بڑھنے لگی۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"ابا اسپتال میں داخل ہیں، تین دن ہو گئے ہیں، انجائنا کا درد اٹھا تھا۔" سمعیہ ہلکے ہلکے بتانے لگی، وہ گم صم سا اسے دیکھے گیا

"امی اور زری تو مستقل ہی وہاں ہیں، دو دن حالت زیادہ تشویشناک رہی، اب پہلے سے کسقدر بہتری آئی ہے۔"

کمرے میں دادی کی دبی دبی سی سسکیاں تھیں، وہ بے چاری اپنا سا ضبط تو کرنا چاہ رہی تھیں مگر اس عمر میں وہ اتنی بااختیار نہیں رہی تھیں۔ ان کا جھریوں بھرا چہرہ آنسوؤں سے تر ہوتا رہا اور ایک گہری دل توڑتی بے بسی کی کیفیت ان کے پورے وجود پر چھائی محسوس ہوتی رہی۔

"اس اداس، ویران منظر سے ذرا ہی فاصلے پر کیسا جگمگاتا، رنگین، خوشیوں بھرا سماں بندھا ہوا تھا اور ابھی کچھ منٹ پہلے وہ بھی اسی منظر کا حصہ تھا۔" یہ خیال اسے پن کی طرح چبھا تھا اور وہ بنا ایک لفظ بھی کہے، تیزی سے باہر نکل آیا۔ سمعیہ نے شاید اگلے برآمدے میں آ کر اسے روکنا

بھی چاہا تھا مگر وہ بڑی تیزی سے گاڑی گیٹ سے نکال کر لے گیا تھا۔

"اتنا سب کچھ ہو گیا مگر تم نے مجھے ایک فون کر کے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔" ہاسپٹل کے فنائل میں بھیگے سرد سے ماحول میں وزیٹرز لابی میں کھڑا وہ بہت رنجیدہ سے لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا "کیا میں اس قابل بھی نہیں کہ تم اپنی کسی پریشانی میں مجھے شریک کر سکو۔"

"بھلا کس رشتے کس حق کے تحت۔۔۔۔؟" زری نے بمشکل خود کو یہ کہنے سے روکا۔

"تین دن سے تم یہاں اکیلی پریشان ہو رہی ہو اور میں، میں۔۔۔" پل سے بھی کم وقت میں اسے گذشتہ دنوں کی ساری فضول مصروفیات یاد آئیں۔ بہنوں کے اصرار پر رشتے داروں کے گھروں کے نمائشی وزٹ اور



دوستوں کے ساتھ لمبی بے مقصد باتیں۔ "شاید ہی اس سب کے لیے وہ خود کو کبھی معاف کر سکے۔"

"حیرت ہے کہ کہیں اور سے بھی مجھے بڑے چچا کی بیماری کی اطلاع نہیں مل سکی ورنہ خاندان میں ایک دوسرے سے ہی ایسی اطلاعات مل جاتی ہیں۔" زری کی طویل خاموشی سے گھبرا کر اس نے بات کو تھوڑا سا بدلا۔

زری نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے خود کو کمپوز کیا، ان تین طویل ترین دن اور راتوں میں جھیلی گئی ٹینشن اور ہراس کی کہانی اب کسی کو بھی سنانی کون سی ضروری تھی۔

"اصل میں ہم لوگ اتنے اہم نہیں ہیں عاطف، خاندان والوں سے ہمارا ملنا جلنا بس تقریبات میں ہی ہوتا ہے سو کسی کو بھی ابا کی بیماری کے بارے میں کیا پتا چلنا تھا۔"

جو حقیقت تھی اس نے سادہ سے لفظوں میں وہی کہی، عاطف سے فوری طور پر کوئی بات بھی نہیں بن پڑی۔

خود وہ لوگ ہی کان سا اہمیت رکھتے تھے ابھی چند ماہ پہلے تک، وہ تو ان سے بھی کہیں زیادہ گئی گذری حالت میں پچھلے کئی سال سے گذر بسر کر رہے تھے۔ اسے یاد آیا، پچھلے سال جب اس کی امی سرکاری ہاسپٹل میں پندرہ روز داخل رہی تھیں، صرف زری، اس کی امی اور دادی ہی ان کی عیادت کو روزانہ آتی تھیں، باقی خاندان والوں کو شاید اطلاع بھی نہیں ہو سکی تھی یا پھر شاید کسی نے ضروری ہی نہیں سمجھا تھا۔

ابا کو آج صبح ہی کمرے میں شفٹ کیا گیا تھا مگر لوگوں سے ملنے اور زیادہ بات کرنے پر پابندی تھی,

عاطف نے نوٹ کیا تھا کہ زری کی امی دادی کی نسبت زیادہ باہمت طریقے سے صورتحال کو فیس کر رہی تھیں۔ حالانکہ ان کے چہرے سے پریشانی پوری طرح عیاں تھی، انہوں نے عطف سے سعیدہ خالہ کی



Book By Paksitanipoint Composing Team

خیریت بھی دریافت کی۔ وہ جواباً یوں ہی سرسری سے انداز میں ٹال گیا۔ یہ بتانے کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ آج وہ سارا خاندان فردوس چچی کی دعوت اڑانے کے لیے مدعو ہے۔ معلوم نہیں وہاں اس کی غیر حاضری پر کیا، کیا اعتراضات ہو رہے ہوں گے۔ یہ بات وہ سوچنا بھی نہیں چاہ رہا تھا اور کسی بھی دخل اندازی سے بچے رہنے کے لیے وہ اپنا موبائل بہت دیر پہلے بند کر چکا تھا۔ اسے وہاں بیٹھے کتنی ہی دیر گذر گئی۔

"اب تم جاؤ، بہت دیر ہو گئی ہے تمہیں!" زری کو آخر کار اسے احساس دلانا ہی پڑا مگر وہ راضی نہیں ہوا۔

"آج میں یہاں رک جاتا ہوں، تم لوگ گھر جا کر تھوڑا آرام کر لو۔" وہ اصرار کیے گیا۔

"ہمیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہے بیٹا، یہاں سب ہی لوگ بہت خیال رکھتے ہیں، تم جاؤ سعیدہ آپا پریشان ہو رہی ہوں گی۔" امی کے انداز میں بڑی قطعیت تھی۔ زری کو بہت اچھا محسوس ہوا کہ وہ کسی پر بھی انحصار نہیں کرنا چاہ رہی ہیں۔ عاطف کو اٹھنا ہی پڑا، کل صبح آنے کا کہہ کر وہ رخصت ہوا۔

"پرائے بیٹے پر کیا اختیار، پتا نہیں سعیدہ آپا اپنے دل میں کیا قیاس آرائی کرتیں عاطف کے رکنے پر۔" نیچی سی آواز میں امی نے بیٹھی زری سے کہا۔ روز بروز وہ اور بھی صابر اور حقیقت پسند ہوتی جا رہی تھیں۔ انسان کو آزمائش اور محرومیاں نہ ملیں تو وہ اتنا کچھ زندگی سے کیسے سیکھ پائے

گھر میں جتنا بھی ہنگامہ نہ ہوتا کم تھا، عاطف کا بیچ دعوت سے غائب ہونا پھر واپس پلٹ کر ہی نہ آنا، فردوس چچی اور سجیلہ کے لیے سخت توہین اور گھر والوں کے لیے سخت شرمندگی کا سبب بنا تھا، اتنے دن گذر جانے کے بعد بھی۔

"کبھی جو یہ لڑکا زندگی میں اپنے لیے کچھ اچھا کر سکے، لکھ کر رکھ لیں آپ میری یہ بات، اسے دھکے کھاتے



پھرنے کی عادت پڑ گئی ہے، اچھی زندگی، اچھا وقت اسے ہضم ہو ہی نہیں سکتا ہے۔" برابر والے کمرے سے اس کی اپنی بڑی بہن کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

"کبھی زندگی میں ایسی ذلت بھری دعوت نہیں کھائی، فردوس چچی کا موڈ کتنا خراب ہو گیا تھا، عاطف کے بغیر بتائے چلے جانے پر۔" باری باری تینوں ہی اپنا غم ہلکا کر رہی تھیں، تینوں ہی کے شوہروں نے سارے معاملے کو بخوبی بھانپا تھا اور گھر جا کر مذاق بھی خوب ہی بنایا تھا۔

"آپ عاطف سے کہیں کہ وہ کم از کم جا کر معذرت تو کر آئے فردوس چچی سے۔"

"میں کر لوں گا معذرت ان سے بھی، سجیلہ سے بھی اور اختر چچا سے بھی۔" وہ دروازے میں آ کھڑا ہوا تھا اور بہت اطمینان سے منجھلی بہن کے دیے گئے مشورے کے جواب میں کہہ رہا تھا۔ وہ ساری کی ساری ایک دم ہی خوش ہو گئیں۔

"بلکہ ایسا کریں کہ اب آپ لوگ ان کی دعوت کریں، یہ زیادہ بہتر رہے گا۔" اس کے پاس ایک اور اچھا مشورہ بھی تھا، ان لوگوں کا رہا سہا گلہ بھی جاتا رہا۔ آج کل گھر میں پینٹ ہو رہا تھا سو اس کے بعد کا پروگرام سیٹ کر کے جب وہ کہیں جانے کے لیے گاڑی نکال رہا تھا تو کسی بھی بہن کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔

"عاطف کی سوچ میں ابھی تک پختگی نہیں آئی ہے جو کچھ بھی وقتی طور پر اس کی سمجھ میں آتا ہے کر لیتا ہے، ہم لوگوں کو چاہیے اسے مستقل سمجھاتے رہا کریں۔" ان سب کا مشترکہ حتمی تجزیہ یہی تھا۔

* * *

ابا گھر آ گئے تھے، ان کی طبیعت سنبھل چکی تھی مگر پہلے سے زیادہ کمزور ہو گئے تھے۔ زری باقاعدگی سے



Book By Paksitanipoint Composing Team

انہیں چیک اپ کے لیے لے کر جاتی، اچھی خوراک، دوائیں، ڈاکٹرز کی بھاری فیس اور ابھی کچھ ہی دن پہلے دیا گیا ہاسپٹل کا بھاری بھر کم بل۔۔۔۔

"اللہ ہی جانے یہ سب کس طرح ہو رہا ہے۔" دادی سوچ سوچ کر پریشان ہوتی رہتیں۔ زری یا امی سے پوچھتیں تو بھی ان کے جواب سے ان کی تسلی نہیں ہو پاتی۔

یوں ہی واہمے سے ستاتے رہتے۔ اس وقت بھی دل گھبرا رہا تھا تو لان کی طرف کھلنے والی کھڑکی میں آ کھڑی ہوئیں۔ اختر چچا کی طرف ایک سوزوکی آئی کھڑی تھی، معلوم نہیں کیا اتر رہا تھا۔ ایک بڑا سا شیشہ اور فرنیچر کے کچھ پیس دکھائی دے رہے تھے۔

"سنبھال کر لانا اوپر، بہت مہنگا ہے، ذرا سی بھی خراش آئی تو پوری قیمت وصول کر لوں گی۔" ٹیرس پر سے فردوس چچی آدھی لٹکی ہوئی مردانہ وار ہدایت دے رہی تھیں۔ اختر چچا گھگھیائے ہوئے سے ایک طرف کھڑے ہوئے تھے۔

"بے حس، بد نصیب۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائیں۔ انہیں فردوس چچی کے رویے کی بہ نسبت اختر چچا کا رنج رہتا تھا۔ جنہیں نہ ماں کی ضعیفی نظر آتی تھی، نہ بڑے بھائی کی بیماری اور معاشی پریشانیاں اور نہ ہی دونوں بھتیجیوں سمعیہ اور زری کا اکیلا پن۔ بس لگے ہوئے تھے بیوی کی غلامی میں۔ ابھی بھی انہی کے حکم پر معلوم نہیں کتنے ہزار پر پانی پھیر کر آ رہے تھے۔

دادی کا دل اور بھی برا ہونے لگا تو وہ وہاں سے ہٹنے لگیں تب ہی انہوں نے عاطف کی گاڑی کو اندر داخل ہوتے دیکھا تو وہ رک گئیں۔ جب سے مظہر بیمار ہوئے تھے وہ تقریباً روز ہی انہیں دیکھنے کے لیے آ رہا تھا، پہلے اسپتال



اور پھر اب گھر پر بھی، اس کا اس باقاعدگی سے آنا بھی بڑے سہارے کا سبب بن رہا تھا، امی اور زری کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ کتنے ہی ضروری کام جو باہر کے ہوتے نمٹا جاتا تھا۔

گھر کے بوجھل ہوتے ماحول میں کچھ وقت سہل ہوتا بھی محسوس ہوتا تھا۔ دادی کو اس کا آنا اچھا تو بہت لگتا تھا مگر ان کے اور فردوس چچی کے بڑھتے ہوئے تعلقات پر وہ اپنے دل میں آئی تلخی کو چھپانے کی کوشش بھی نہیں کرتی تھیں۔

"عاطف، اوپر آ جاؤ، مجھے بہت ضروری کام ہے تم سے!" ابھی وہ گاڑی لاک ہی کر رہا تھا کہ اوپر سے فردوس چچی کا حکم نامہ جاری ہوا، عاطف نے انہیں منع کرنا چاہا مگر ان کا اصرار تھا۔ وہ اختر چچا سے ملتا ہوا ان کے ساتھ ہی اوپر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دادی کڑھتی ہوئی واپس اپنی مسہری پر آ بیٹھیں۔

"اب عاطف نظر آنے لگا ہے جب جوتیاں چٹخاتا پھر رہا تھا تو جیسے پہچانتی بھی نہیں تھیں۔" وہ کچھ دیر اور اس ایک بات کو لے کر اپنی جان جلاتی رہتیں مگر خلاف توقع عاطف بہت جلد نیچے آ گیا۔

"کیا کہہ رہی تھیں تمہاری فردوس چچی۔" اس کے سلام کے جواب میں انہوں نے بڑے طنزیہ لہجے میں زور دیتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹھنے تو دیں، آتے ہی انکوائری شروع۔" وہ مسکراتے ہوئے وہیں مسہری پر ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"ہمارے پاس کون سے قیمتی صوفے بچھے ہوئے ہیں تمہاری فردوس چچی کی طرح جو تمہیں بیٹھنے کے لیے کہیں۔" دادی کے لہجے میں آزردگی تھی، عاطف کو رنج سا ہوا۔

"آپ کا یہ تخت طاؤس کسی سے کم ہے کیا، میں تو جب بھی آ کر بیٹھتا ہوں نیند سے آنکھیں بند ہونے لگتی



Book By Paksitanipoint Composing Team

ہیں۔" کہنی کے نیچے تکیے کو رکھتے ہوئے وہ کچھ اتنی محبت سے بولا کہ دادی مسکرادیں۔

"زیادہ باتیں مت بناؤ، کیا کہہ رہی تھیں فردوس۔" جب سے ان کے کمرے سے ملحقہ سیڑھیاں ممنوعہ راستہ قرار پائی تھیں ان کی معلومات نہ ہونے کے برابر ہی رہ گئی تھیں، سچی بات تو یہ تھی کہ ان کا اب دل بھی نہیں چاہتا تھا ان لوگوں سے باتیں کرنے کو اور ان کی شکل دیکھنے کو۔

"کوئی خاص بات نہیں، نیا فرنیچر آیا ہے، وہی دکھانا چاہ رہی تھیں۔" اطف نے دنست زیادہ تفصیل سنانے سے پرہیز کیا۔

"خدا کی شان ہے، بڑا بھائی موت کے منہ سے واپس آیا ہے اور اختر کے گھر میں دعوتیں ہو رہی ہیں، نت نئے سامان آرہے ہیں یہ بھی احساس نہیں کہ بچیاں بے چاری کس طرح پورا کر رہی ہیں۔" عاطف نے بہت حیرت سے دادی کو دیکھا۔ شکر ہے کہ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھیں ورنہ اس کے چونکنے کو ضرور نوٹ کر لیتیں۔

"میں نے تو بہت کہا تھا کہ اختر سے مانگ لیتی ہوں کچھ پیسے مگر زری نہیں مانی۔ ایک طرح سے تو وہ بھی ٹھیک ہی ہے، اختر کو کیا خود سے نظر نہیں آتا کہ بڑے بھائی پر کیا گذر رہی ہے۔" دادی بہت مایوس سی کہہ رہی تھیں، اچانک ہی جیسے انہیں کوئی خیال آیا۔

"تم سے تو نہیں لیے زری نے پیسے، دیکھو چھپاؤ نہیں، سچ سچ بتاؤ، یقیناً تم ہی سے لیے ہوں گے، تمہارے علاوہ کسی اور سے وہ لے بھی نہیں سکتی اور تم اب اچھا بھلا کما بھی رہے ہو۔" دادی اتنی پر یقین ہو رہی تھیں کہ عاطف کو ان کے خیال کی نفی کرنا مشکل ہونے لگی۔



"میں ذرا بڑے چچا سے مل لوں شاید جاگ رہے ہوں۔" وہ بمشکل ان کے پاس سے اٹھا۔ لاؤنج میں سے گذرتے ہوئے اسے پچھلے صحن کی طرف بیٹھی زری کی ایک جھلک ادھ کھلی کھڑکی میں سے نظر آئی تو وہ لمحے کی بھی دیر کیے بغیر پچھلے برآمدے میں نکل آیا۔ وہ صحن میں اترنے والی سیڑھیوں پر بیٹھی کاپیاں چیک کر رہی تھی۔

"زری!" وہ تھوڑا سا ہٹ کر وہیں سیڑھیوں پر آبیٹھا "میری صرف ایک بات کا جواب دو مگر جھوٹ مت بولنا۔" چہرے پر آئے بالوں کو ایک ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے زری نے اس کی طرف دیکھا مگر وہ نگاہ سامنے جمائے ہوئے تھا۔

"تم نے کس سے پیسے لے کر یہ سارا خرچ پورا کیا ہے؟" وہ سنجیدہ تھا اور لہجے میں آئی سختی ایک بالکل ہی نئی سی چیز تھی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی تھوڑی سی کنفیوز ہونے لگی۔

"میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ۔۔۔۔۔!

"آں ہاں!" اس نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے

تیزی سے اس کی بات کاٹی "جھوٹ مت بولنا۔۔۔۔۔ اس بار جھوٹ مت بولنا، تم نے مجھ سے یہی کہا تھا نا کہ دادی کے پاس اختر چچا کے دیے ہوئے بہت سارے پیسے جمع رہتے ہیں سو انہوں نے ہی اپنے پاس سے تم کو دیے ہیں مگر یہ بات سچ نہیں ہے، دادی مجھے بتا چکی ہیں۔" وہ تھوڑا سا مڑ کر اب براہ راست اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ایک چھوٹا سا بے ضرر سا جھوٹ جو محض اپنی عزت نفس کو بچانے کے لیے بولا گیا تھا یہاں وہ بھی نہیں چل سکا



Book By Paksitanipoint Composing Team

تھا۔"سچ ہے جھوٹ بھی بس عادی جھوٹوں کو ہی راس آسکتا ہے۔"سامنے کھلی کاپی پر نگاہ جمائے وہ بے حد کوفت کے ساتھ سوچ گئی۔

"بول کیوں نہیں رہی ہو، کون ہے وہ مہربان جس نے تمہاری پرابلم کو حل کیا ہے۔"اس کی پوچھ تاچھ میں اب جو بین السطور مفہوم جھانک رہا تھا وہ اتنا ناقابل برداشت تھا کہ لمحے بھر کے لیے تو زری کو خود پر چھائی ہوئی خفت رخصت ہوتی نظر آئی۔

"جسٹ شٹ اپ عاطف!"بہت کوشش کر کے وہ اپنی آواز نیچی رکھ پائی تھی۔"مجھے اپنے پرابلم دور کرنے کے لیے کسی مہربان کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تمہیں اتنی ہی بے چینی ہے جاننے کی تو سنو میں نے اپنی چوڑیاں بیچی ہیں سونے کی اور امی کے علم میں ہے یہ بات، بہت مخالفت کی انہوں نے مگر میں نے انہیں سمجھا لیا کہ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔"بہت تھک کر جیسے وہ سانس لینے کے لیے رکی۔

"ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی، میں نے تم سے بار بار کہا تھا کہ میں۔۔۔۔۔!"

"کس لیے لیتے ہم تمہارا احسان تاکہ تمہاری امی اور بہنوں کو مجھ پر کیچڑ اچھالنے کا مسلسل موقع ملتا رہے، اس روز فردوس چچی کی دعوت سے اٹھ کر آنے پر تم نے جو احسان ہم پر کیا کچھ اندازہ بھی ہے کہ اسے میں نے کس طرح بھگتا ہے۔"زری کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں میں نمی تھی۔عاطف کو پہلی بار اندازہ ہوا کہ اس وقت وہ اسے چھیڑ کر غلطی کر چکا ہے اور اس غلطی کا ازالہ اب اسے کرنا ہی تھا۔

"میں بات کروں گا آج ہی ان سب سے، تم پلیز اتنی ٹینشن مت لو۔"وہ کاپیاں سمیٹ کر کھڑی ہو چکی تھی سو عاطف بھی کھڑا ہو گیا۔



"زبان سے نکلی بات واپس نہیں ہوتی عاطف صاحب، فردوس چچی نے بہت صاف الفاظ میں آپ کے گھر والوں کا پیغام مجھے پہنچا دیا ہے کہ میں آپ کا پیچھا چھوڑ دوں، کہا تو انہوں نے اور بھی بہت کچھ ہے مگر میرے خیال میں بس اتنا ہی کافی ہے۔"اس کی طرف ایک بار بھی دیکھے بغیر زری نے اپنی بات کہی۔

"صرف اتنی مہربانی اور کریں کہ آئندہ اس گھر میں قدم مت رکھیے گا، میری مراد ہمارے پورشن سے ہے۔"

یہ آخری ہدایت دیتے ہوئے اس کا لہجہ خود بخود ہی بہت مظبوط ہو چکا تھا اور اب اس کے خیال میں شاید کہنے سننے کے لیے کچھ بھی باقی نہیں تھا سو عاطف کے منہ سے مزید کوئی بھی لفظ نکلنے سے پہلے ہی وہ لاؤنج کی طرف کھلنے والے راستے سے اندر چلی گئی، وہ اس ساری"عزت افزائی"کے بعد بھی چند منٹ کسی سوچ میں گم کھڑا رہا۔

"عاطف بھائی، دادی بلا رہی ہیں!"سمعیہ کی آواز پر اسے چونکنا ہی پڑا، سامنے سمعیہ کھڑی تھی۔عاطف کو دادی کا پیغام دے کر وہ واپس دادی کے کمرے کی طرف ہی مڑ گئی۔

"آپ نے بلایا؟"وہ اندر آیا۔

"ہاں یہ چائے پی لو!"انہوں نے ٹرے میں رکھے ہوئے دوسرے کپ کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں، میرا دل نہیں چاہ رہا۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔الماری میں دادی کے کپڑے رکھتی ہوئی سمعیہ کو ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی جو کچھ بھی اس نے ابھی خود کچن میں کھڑے ہو کر زری کی زبانی سنا تھا خود اس کے دل پر بھاری بوجھ کی طرح پڑا تھا۔

"کیوں۔۔۔؟ تم تو بہت شوق سے ہر وقت ہی چائے پینے کے لیے تیار رہتے ہو!"دادی کی سمجھ میں اس کا



Book By Paksitanipoint Composing Team

انکار نہیں آیا تھا۔

"اس وقت واقعی دل نہیں چاہ رہا، اچھا بس چلتا ہوں دادی۔" ان کے مزید اصرار سے پہلے ہی وہ

دروازے کی طرف مڑنے لگا تھا کہ دادی کو ایک اور بہت ضروری بات بر وقت یاد آئی۔

"فردوس بتا رہی تھی کہ اب تمہارے ہاں دعوت ہو رہی ہے ان لوگوں کی۔

"مجھے نہیں پتا، وہ جھنجلایا ہوا باہر نکل گیا۔

"لو بتاؤ، اپنے گھر کا بھی اس لڑکے کو پتا نہیں ہے۔" دادی شاید اس سے بھی زیادہ جھنجلائی تھیں۔

"سمعیہ باجی۔۔۔۔!" وہ دادی کے کمرے سے نکل رہی تھی کہ ٹیپو ایک نیا پیغام لیے چلا آیا "امی کہہ رہی ہیں کہ مغرب کی نماز پڑھ کر اوپر آکر ہماری روٹیاں پکا دیجیے گا۔"

"کیوں، سامنے والا ہوٹل بند ہے کی؟"

"آپ کو نہیں پتا۔۔۔۔!" ٹیپو کو اس کی ناقص معلومات پر افسوس سا ہوا، "وہ تو کل سے بند ہے۔"

"میرے سر میں درد ہے، سجیلہ سے کہنا وہ پکالے گی۔" وہ روکھائی سے کہتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی۔

"وہ کہاں پکائیں گی، مجھے ہی دور سے جا کر لانی پڑیں گی۔" ٹیپو نے بلند آواز میں اظہار خیال کیا۔ "ویسے سمعیہ باجی۔۔۔ کیا ہوا ہے، پہلے تو آکر خوشی خوشی کتنے ہی کام کر دیا کرتی تھیں۔"

"تو یہ بات تھی۔" گہری پڑتی شام میں وہ پچھلی سیڑھیوں پر ٹھیک اس جگہ آکر بیٹھی جہاں تھوڑی دیر پہلے زری بیٹھی تھی۔ اگر اتفاقاً ہی وہ یہ سب نہ سن پاتی جو زری جیسی باحوصلہ اور بہت کم کم کھلنے والی لڑکی، کسی کمزور لمحے کی زد میں آکر عاطف جیسے ناقابل اعتبار شخص سے کہہ بیٹھی تھی تو شاید عمر بھر بھی نہیں جان پاتی



کہ چند دن پہلے جب زری، فردوس چچی کے بلانے پر اوپر گئی تھی تو واپسی پر اس کا رنگ اس قدر زرد کیوں پڑ رہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں، تمہیں تو بس خوامخواہ کا وہم ہو جاتا ہے۔" سمعیہ کے زور دینے پر بھی بس اتنا ہی کہا تھا اور اس کے بعد ایک گہری خاموشی اور بس۔

"کیا کچھ لوگوں کو اللہ میاں بالکل ہی کھلی چھٹی دے دیتے ہیں کہ وہ اپنے رویوں، اپنی زبانوں سے جس کو جس طرح چاہیں آزمائیں بھی اور زخم بھی لگائیں!"

صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے سمعیہ نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"اور یہ فردوس چچی، سجیلہ، عاطف بھائی، ان کی امس بہنیں، سب ہی کس قدر فضول اور سطحی قسم کے لوگ ہیں، دکھاوا ہی دکھاوا!" وہ سب جو وہ ان لوگوں کو کبھی بھی ان کے منہ پر نہیں کہہ سکتی تھی، دل ہی دل میں کہہ کر اپنا بوجھ ہلکا کرتی رہی!

"اور یہ عاطف بھائی! ایک دن ضرور ایسا منہ کے بل گریں گے کہ مزا آجائے گا، پھر رہے ہوں گے یہیں سڑکوں پر روڈ ماسٹری کرتے ہوئے۔" عاطف کی تباہ حالی کی پیش گوئی کرتے ہوئے خود بخود سعیدہ خالہ اور ان کی بیٹیوں کے لٹکے ہوئے چہرے اس کے ذہن پر جگمگائے تو واقعی دل کو بڑا سکون سا حاصل ہوا۔

* * *

بہت سے دن ایک سی رفتار سے آگے گذرے۔ نئی خبر یہ تھی کہ فردوس چچی نے سجیلہ منگنی ختم کر دی تھی، یہ خبر اتنی متوقع تھی کہ کسی کو بھی حیرت نہیں ہوئی۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"خدا کا شکر ہے کہ ہم بال بال بچ گئے، کم بخت نودولتیے، گنوار لوگ۔" چچی فردوس باقاعدہ ہاتھ اوپر اٹھا کر شکر ادا کرتیں۔

"اب یہ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ بال بال کون بچا ہے۔" پرویز کے دیے گئے تحائف کی واپسی کے لیے اس کی والدہ خود تشریف لائیں اور اچھی خاصی بدمزگی کے بعد فردوس چچی کو لالچی، مکار، دھوکے باز قسم کے القاب سے نواز کر گئیں۔ جواباً انہوں نے بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

پرویز اور سجیلہ کا رشتہ اپنے منطقی انجام کو پہنچا، سجیلہ اور چچی دونوں ہی بے حد خوش اور مطمئن دکھائی دیتی تھیں، عاطف کی بہنوں کا ان کے ہاں آنا جانا ایک دم ہی بڑھ گیا تھا۔ نیچے کی منزل میں کبھی تو خبر پہنچ جاتی اور زیادہ تر نہیں بھی، جب سے ان لوگوں نے بیرونی سیڑھیوں کا استعمال شروع کیا تھا، دادی کی معلومات عامہ ایک دم ہی گھٹ کر رہ گئی تھیں اور ایمانداری کی بات یہ ہے کہ مظہر کی بیماری کے بعد سے ان کا اپنا دل بھی نہیں چاہتا تھا، بہر حال اب سب ہی منتظر تھے کہ کب سجیلہ اور عاطف کی منگنی کی مٹھائی بٹتی

ہے۔ منہ سے کوئی بھی اس ذکر کو نہیں چھیڑتا تھا مگر پتا سب ہی کو تھا کہ سارے امکانات بے حد روشن ہیں۔

سمعیہ کو اب اس سارے معاملے پر افسوس بھی نہیں ہوتا تھا۔ سعیدہ خالہ کا روز روز چلے آنا، ٹھاٹ سے اپنی خاطر مدارت کروانا، کھلے الفاظ میں زری پر اپنا حق جتانا اور عاطف جیسے ڈفر کے متعلق یہ گمان رکھنا کہ وہ واقعی دل سے زری کے لیے سنجیدہ ہے۔ بھلا کس احمق نے کہا تھا کہ امید کا سرا ضرور ہی ہاتھ میں تھام کر رکھو۔ یہ دنیا ہے جہاں لوگ اپنے کمینے پن اور مطلب پرستی کو "سمجھداری" جیسی متاثر کن اڈطلاح سے جوڑتے ہیں اور آپ کی سادہ دلی کو بیوقوفی گردانتے ہیں اگر ان کے ساتھ بھی یہی سب کچھ ہو رہا تھا تو کون سی حیرت کی بات



تھی؟

زری نے صبح کے لیے بھی مصروفیت ڈھونڈ لی تھی، قریب ہی کسی کمپیوٹر کورس میں ایڈمیشن لے لیا تھا سو چند گھنٹے وہاں گذر جاتے۔ گھر والوں کو وہ نہ صبح میں دستیاب ہوتی نہ شام کو، رات کو کھانے کے بعد وہ یا تو کاپیاں چیک کرنے بیٹھ جاتی یا پھر اگلے دن کی کلاس لینے کی تیاری کرتی۔ سمعیہ کی آنکھیں بند ہونے لگتیں جب تک بھی اس کا کام ختم ہونے کا نام نہیں ہو پاتا تھا اور اگلی صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ پھر جا چکی ہوتی تھی۔ یہ دانستہ بڑھائی ہوئی مصروفیت خود اسے بڑی ہی غنیمت محسوس ہوتی تھی مگر سمعیہ سے ملاقات کے لیے جیسے ایک چھٹی کا دن ہی مخصوص ہو کر رہ گیا تھا۔ سو اس دن وہ اس کے شکوے شکایتوں کو صبر سے سنتے جاتی۔

"سارا دن کوئی بات تک کرنے والا نہیں، امی اور دادی کی اپنی باتیں ہیں، ابا کے ملنے والے انہیں اکیلا نہیں چھوڑتے، بس ایک میں ہی رہ جاتی ہوں اکیلی تنہا۔" بہت دل سوزی کے ساتھ وہ اس کے قریب بیٹھی، اپنی حالت زار کا نقشہ کھینچ رہی تھی۔

زری نے بہت محبت سے اس کی طرف دیکھا، سمعیہ کی احمقانہ حد تک بڑھی ہوئی سادہ دلی سے چاہے وہ جتنا بھی نالاں ہوتی تھی، حقیقت یہی تھی کہ اس سے بڑھ کر شاید اسے کچھ بھی عزیز نہیں تھا

"نہ تمہیں میری پرواہ ہے نہ فکر، تمہیں صرف اپنے کام سے مطلب ہے، ہر وقت وہی تمہارے سر پر سوار رہتا ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔" زری کو ہاتھ میں تھاما ہوا جرنل ایک طرف رکھنا ہی پڑا۔

"ایسی ہی بات ہے، تم نے مجھے بالکل اکیلا چھوڑ دیا ہے زری،" اس کا شکایت نامہ طویل ہوتا جا رہا تھا اور آج وہ



Book By Paksitanipoint Composing Team

اور دنوں سے کہیں زیادہ خفا تھی۔

"بیوقوف ہو تم، بس تھوڑا سا کام بڑھ گیا ہے اور کوئی بھی بات نہیں ہے۔"

"تھوڑا سا کام۔" سمعیہ سنبھل کر بیٹھی "یہ تھوڑا سا کام ہے، سارا دن تمہاری شکل دیکھنے کو نہیں ملتی اور تم خود کان سا اپنی شکل دیکھتی ہو، بارہ بجتے رہتے ہیں ہر وقت۔" وہ ٹھیک ٹھاک لڑنے کے موڈ میں تھی، زری نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی، معلوم تھا کہ وہ اور بھی زیادہ چڑ جائے گی۔

"اچھا یہ بتاؤ، فردوس چچی اور سجیلہ کے کیا حال ہیں ایک چکر تو تمہارا الگ ہی جاتا ہو گا وہاں۔" محض سمعیہ کو خوش کرنے کے لیے اس نے ان لوگوں کا ذکر چھیڑا۔

"میں نہیں جاتی ہوں اب اوپر، میرا دل نہیں چاہتا ہے ان لوگوں کی شکل بھی دیکھنے کو۔" سمعیہ کو وہ تکلیف دہ لمحات کسی بھی طرح نہیں بھولتے تھے جو ان لوگوں نے زری کو بخشے تھے۔

"بری بات ہے، ایسے نہیں کہتے، ویسے بھی تم اکیلی ہوتی ہو لیے چلی جایا کرو، دل ہی بہل جائے گا۔" سمعیہ کے لب ذرا سے کھلے۔ کوئی تلخ سی بات کہنے سے اس نے خود کو بمشکل ہی باز رکھا۔

"تمہیں پتا ہے کل سعیدہ خالہ آئی تھیں، تمہارا بہت پوچھ رہی تھیں۔" زری کے چہرے کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے اس نے وہ اطلاع دی جو کبھی زری کے لیے بے حد خوشی کا سبب بنتی تھی۔

"اچھا!" مختصر سا جواب دے کر وہ سائڈ ٹیبل پر سے پرس اٹھا کر اس میں کچھ تلاش کرنے لگی۔

"عاطف بھائی نہیں آتے ہیں اب، نہ یہاں نہ اوپر فردوس چچی کے ہاں، معلوم نہیں کیا بات ہو گئی ہے، کسی



نے منع تو نہیں کر دیا انہیں۔" سمعیہ مستقل ہی اس کو دیکھے جا رہی تھی اور یہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہوا تبصرہ تھا،

زری کے چہرے کا رنگ ایک پل کے لیے تو اڑ ہی گیا تھا۔ وہ اتنی مضبوط بھی نہیں تھی جتنا کہ خود کو ظاہر کرتی تھی۔ سمعیہ کو اپنی بات کہہ کر خود ہی افسوس بھی ہونے لگا اور شائد اس نے اسی کا ازالہ بھی کرنا چاہا تھا۔

"عاطف بھائی کی بہت شکایتیں کر رہی تھیں، کہہ رہی تھیں اتنی اچھی جاب کی بھی قدر نہیں کر رہے ہیں اکثر بنا کسی وجہ کے چھٹی کیے بیٹھے رہتے ہیں، لیٹ تو روزانہ ہی ہوتے ہیں۔ مجھے تو بہت ہی خوشی ہوئی، دیکھ لینا بہت جلد یہ نوکری بھی چھٹے گی انشااللہ!"

"اللہ نہ کرے!" بہت تیزی کے ساتھ وہ بے ساختہ ہی بولی تھی "سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکالتے ہیں، سمعیہ تم بھی بس!" ایک فوری رد عمل جو سامنے آیا تھا غور طلب تھا۔

"تو کیا زری ابھی بھی عاطف بھائی کو ہی۔۔۔۔" اس تلخ حقیقت سے نگاہ چرانا آسان نہیں تھا حالانکہ اتنے دنوں سے ان کی گفتگو میں عاطف کا ذکر سرسری بھی نہیں آ رہا تھا اور سمعیہ اپنے طور پر فرض کرتی جا رہی تھی کہ زری جس خوشگوار احساس کے ساتھ بندھتی محسوس ہو رہی تھی وہ گزشتہ دنوں کی تلخ ترین باتوں کے ساتھ خود بخود زائل ہو چکا ہے مگر اس وقت؟ ایک بڑا سا سوالیہ نشان، ان دونوں کے درمیان آ کھڑا ہوا تھا۔

"چلو، ہم دونوں بازار چلتے ہیں بہت سارے پیسے اکٹھے ہو گئے ہیں مزیدار سی شاپنگ کرتے ہیں۔" یک بیک ہی پرس کی زپ بند کرتے ہوئے زری نے جھٹ پٹ پروگرام ترتیب دیا۔ سمعیہ کا دل چاہا کہ اس سے پوچھے کہ اتنی دیر سے وہ نگاہیں چرائے اپنے پرس میں جو چیز تلاش کر رہی تھی وہ اسے مل گئی ہے کیا؟ مگر کیا فائدہ وہ



Book By Paksitanipoint Composing Team

کون ساٹھیک ٹھیک جواب دے پاتی۔

شاپنگ کا پروگرام اس نے صرف زبانی ہی ترتیب نہیں دیا تھا اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے وہ فوراً اٹھ بھی کھڑی ہوئی تھی، سمعیہ کو اس کا ساتھ دینا ہی پڑا۔

بازاروں کی الگ ہی دنیا اور شاپنگ کا اپنا ہی مزہ ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں سمعیہ کو اپنا خیال بدلنا پڑا کہ زری نے محض اس کا دھیان بٹانے کے لیے یہ پروگرام ترتیب دیا ہے؟ جتنی خوشی سے اس نے امی، دادی، سمعیہ اور خود اپنے لیے شاپنگ کی، دوکانداروں سے بحث کر کر کے پیسے کم کروائے وہ سب کچھ بے حد نارمل تھا۔

سمعیہ تھوڑی دیر میں سارے وسوسے، پریشانیاں بھول سی گئی۔ بے حد خوش خوش لدھے پھندے حال میں جب وہ دونوں رکشہ سے اتر کر اندر آئیں تو ایک سرپرائز یہاں بھی منتظر تھا۔ اور یہ سرپرائز یوں ہی نہیں آیا تھا باقاعدہ ایک سفید رنگ کی سوزوکی مہران میں تشریف لایا تھا۔

"اچھا ہوا تم لوگ آ گئیں میں کب سے تمہارا فون ملانے کی کوشش کر رہی ہوں مگر مل ہی نہیں رہا تھا، کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں تم لوگ بھی وہیں آ جاؤ حلیہ درست کر کے۔" امی بیرونی برآمدے میں نکل کر آئیں اور ہدایت دے کر فوراً ہی واپس مڑ گئیں۔ اس قسم کے ہنگامی مہمانوں کی نوعیت آسانی سے سمجھ آتی تھی۔

"سمعیہ تم اندر چلی جاؤ، میں جا کر چائے بنا لیتی ہوں۔" زری سارے شاپر اپنے کمرے میں رکھ کر کچن کا رخ کرنے لگی تو سمعیہ بھی پیچھے ہی آ گئی۔

"چائے میں بنا لوں گی، تم اندر جاؤ پلیز!" امی دوبارہ بلانے آئیں تو یہ بحث بھی ختم ہوئی۔

"تم آؤ زری اور سمعیہ تم بعد میں چائے لے کر آنا، دیر مت کرو، میں نے سب چیزیں منگوا کر رکھی ہیں تم ٹرالی



میں لگا لو۔" سمعیہ مطمئن سی ہو کر سر ہلاتی ہوئی کچن میں چلی گئی تو زری کو امی کے ساتھ جانا ہی پڑا۔ ڈرائنگ روم میں جو مہمان آئے بیٹھے تھے وہ قطعی جلدی میں نہیں تھے۔ سمعیہ جب لوازمات سے بھری ٹرالی لے کر اندر آئی تو زری بہت مسکرا مسکرا کر ان خواتین کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ سمعیہ کی آمد کا کوئی خاص نوٹس نہیں لیا گیا، سلام اور مختصر سا تعارف اور بس۔ مہمان خواتین دوبارہ زری کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

سمعیہ دل ہی دل میں شکر کا کلمہ پڑھ کر سب کو فرداً فرداً پلیٹیں تھمانے لگی اور اس مصروفیت کے ساتھ ہی اس نے ان لوگوں کا جائزہ بھی لے ڈالا۔ چار خواتین تھیں، ایک معمر، دو نسبتاً درمیانی عمر اور چوتھی لڑکی جو اس کی یا زری کی ہم عمر ہو گی۔ باہر کھڑی گاڑی یقیناً وہی چلا کر لائی تھی۔

یہ قیاس آرائی اس نے ان لوگوں کے ساتھ کسی مرد کی غیر موجودگی کی وجہ سے فوراً ہی کر لی۔ حلیے اور باتوں سے شریف اور مہذب دکھائی دینے والی خواتین پہلی نظر میں ہی اچھا تاثر چھوڑ رہی تھیں۔ معلوم نہیں کس کی وساطت سے آئی تھیں کیونکہ ان کے ساتھ کوئی دوسرا جانا پہچانا چہرہ نہیں دکھائی دے رہا تھا۔

چائے بے حد خوشگوار ماحول میں پی گئی، بہت دن بعد دادی بھی خوش نظر آ رہی تھیں اور امی بھی بے حد مطمئن۔

"لڑکا گورنمنٹ کالج میں لیکچرار ہے اور اس کے چچا تمہارے ابا کے پرانے واقف کار ہیں انہوں نے ان لوگوں کو ہمارے ہاں بھیجا ہے۔" مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد امی نے اسے تفصیل سنائی۔

سمعیہ چائے کے برتن اکٹھا کر رہی تھی اور ڈرائنگ رام میں اب اس کے اور امی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھا۔

"وہ لوگ بے حد اچھے ہیں، لڑکے کے چچا اسے تمہارے ابا سے ملوا بھی چکے ہیں، خدا نے چاہا تو بس اب دیر



Book By Paksitanipoint Composing Team

نہیں ہو گی۔"امی بہت خوش تھیں۔اب کے پاس ہمہ وقت ملاقاتیوں کے جس اجتماع سے وہ نالاں رہتی تھی اس نے اتنا بڑا کام کر دکھایا تھا انہیں یقین نہیں آرہا تھا۔

سمعیہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے خوش ہونا چاہیے یا فکر مند،اس بات کا انحصار زری پر تھا۔کچن کی طرف جاتے ہوئے اس نے سامنے کھلے ہوئے دروازے سے نظر آتی زری کا دیکھا۔وہ دادی کے پاس آج کی ساری شاپنگ کا ڈھیر لگائے بیٹھی تھی۔آج وہ بہت دنوں بعد اتنی خوش،اتنی مگن دکھائی دے رہی تھی اب معلوم نہیں یہ نیا سلسلہ اس پر کیا اثر ڈالنے والا تھا۔کم از کم آج جب ان دونوں بہنوں نے ایک ساتھ اتنا اچھا وقت بہت دن بعد گذارا تھا وہ کسی بھی بحث میں پڑنا نہیں چاہتی تھی مگر رات گئے جب وہ لوگ لائٹ بجھا کر سونے کے لیے لیٹیں تو خود بخود ہی سب سے پہلی بات ان مہمانوں

کے بارے میں ہی چھڑی۔بچپن سے اب تک اسے زری کو ہر بات بتائے بغیر چین نہیں آتا تھا اس وقت بھی امی سے حاصل کردہ ساری معلومات اس تک پہنچانے میں دیر نہیں لگی۔

"امی بتا رہی تھیں کہ ابا کو لڑکا بہت پسند آیا ہے،چلو اچھا ہے کہ اس کا اور تمہارا پروفیشن بھی ایک ہے،سنا ہے ایسے میں انڈراسٹینڈنگ جلدی ہو جاتی۔۔۔۔!"

"پلیز سمعیہ،مجھے سونے دو،صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے۔"ساری تفصیل خاموشی سے سنتے رہنے کے بعد اس نے بالآخر سمعیہ کے تبصرے کو رد کیا۔اس کے لہجے میں بڑی واضح قسم کی بیزاری تھی۔

"تمہیں برا لگا کیا؟"سمعیہ نے کمرے کی نیم تاریکی میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنا چاہا مگر اس وقت اس نے دوسری طرف کروٹ لے لی۔



"ہاں اور تم امی سے کہ دو میرے لیے مت پریشان ہوا کریں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے،تمہاری فکر انہیں نہیں ہو گی تو کسے ہو گی؟"سمعیہ کا خیال تھا کہ وہ جواباً کچھ اور بھی کہے گی مگر وہ پھر خاموش ہی رہی۔سمعیہ نے ایک آدھ بار اسے مخاطب بھی کیا مگر وہ پھر بھی کچھ نہ بولی۔

اگلی صبح سمعیہ کے اٹھنے سے پہلے وہ حسب معمول جا بھی چکی تھی۔اس کا گذشتہ رات والا رویہ سمعیہ کو بار بار یاد آرہا تھا کسی وقت آج ہی امی سے اس کے بارے میں بات کرنے کا اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا۔

دادی،ابا،امی کو بالترتیب ناشتہ کرا کے اور خود کر کے وہ فارغ ہی ہوئی تھی کہ اوپر سے سجیلہ چلی آئی۔سمعیہ کو بالکل بھی حیرت نہیں ہوئی جب سے اس نے اوپر آنا جانا چھوڑا تھا یہاں کی خیر خبر رکھنے کے لیے فردوس چچی یا سجیلہ کو خود ہی آنا پڑتا تھا۔

"کل تو تم لوگ بہت مصروف رہیں،پہلے بازار گئیں پھر مہمان آگئے!"سمعیہ لاؤنج کی ڈسٹنگ کر رہی تھی سو وہ وہیں بیٹھ کر اپنی تفتیش شروع کر چکی تھی۔

"مجھے بتا دیتی تو میں بھی ساتھ چلی جاتی۔"حالانکہ وہ لوگ اکثر ہی جاتی رہتی تھیں مگر اس وقت جتانا مقصود تھا،سمعیہ بہت دن ہوئے اس طرح کی باتوں کا اثر لینا چھوڑ چکی تھی،سوچپ چاپ اپنا کام کیے گئی۔

"کل تمہارے ہاں کون آیا ہوا تھا،بہت دیر تک سفید مہران کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔"تھوڑا سا مایوس ہو کر سجیلہ دوسرے اہم موضوع پر آئی۔اس بار سمعیہ نے خاموشی اختیار نہیں کی۔

"زری کے رشتے کے لیے لوگ آئے تھے،بہت ہی اچھی فیملی ہے اور لڑکا تو بہت ہی اچھا،ابا مل چکے ہیں۔" لہجے کو حد درجے بشاش بنا کر اس نے امی سے ملی معلومات کو اس تک پہنچایا۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"اچھا۔۔۔!" سجیلہ کے چہرے پر واضح طور پر ہلکا سا سایہ اترا "کیا ان لوگوں کو بھی زری پسند آ گئی ہے؟"

"ظاہر ہے، بہت خوش ہیں وہ لوگ، کہہ رہے تھے کہ اتنی اچھی لڑکی انہیں بس خوش قسمتی سے ہی مل گئی ہے۔"

تھا تو اوچھا پن مگر وہ جان بوجھ کر خوب ہی تعریفیں کیے گئی۔ سجیلہ جو زیادہ دیر کے لیے بیٹھنے آئی تھی، چند منٹ میں ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے اور امی کو سعیدہ آنٹی کے ہاں جانا ہے، وہ لوگ بہت یاد کر رہے ہیں، بار بار ان کی بیٹیوں کے فون آ رہے ہیں۔" اس نے یقیناً جوابی کاروائی کے طور پر ہی کہا تھا مگر سمعیہ نے اثر لینا چھوڑ دیا تھا، جتنی تلخ باتیں وہ لوگ زری کو کہہ چکی تھیں اس سے زیادہ تکلیف اسے اب کسی دوسری بات سے نہیں پہنچ سکتی تھی۔

"جاؤ پھر تمہیں تو تیاری میں بھی اچھا خاصا ٹائم لگ جاتا ہے۔" سمعیہ اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی "ویسے سنا ہے عاطف بھائی کی نوکری بس ٹکی ہوئی ہے۔" بیرونی برآمدے میں کھڑے ہو کر اسے رخصت کرنے سے پہلے سمعیہ نے بڑی بے نیازی سے ایک سنی سنائی بات کو آگے بڑھایا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے!" سجیلہ پہلی بار بڑے پر اعتماد انداز میں مسکرائی "عاطف کے گھر والوں کو کو تو بے کار کا شور مچائے رکھنے کی عادت ہے ورنہ نہ اچھی جاب ایسے ہی ختم ہوتی ہیں اور نہ ہی اچھا وقت۔" اپنی بات کے اختتام پر وہ اسی مخصوص ادا کے ساتھ مسکرائی جو پہلے کبھی

سمعیہ کو اس کی خوبصورتی میں اضافے کا سبب لگتی تھی مگر اب صرف اس سے دل جلتا تھا، اس نے یوں ہی نظر چرا کر سامنے دیکھنا چاہا تو کچھ چونک سی گئی۔



"یہ کون لوگ تمہارے گھر آئے ہیں۔" اجنبی شکلوں کے تین آدمی، اختر چچا کے پورشن کی طرف کھڑے ہوئے تھے۔ سجیلہ نے بھی اس کے ساتھ ہی اس طرف دیکھا تھا اور اس کے چہرے پر پھیلے تذبذب کے آثار بتا رہے تھے کہ وہ لوگ اس کے لیے بھی اتنے ہی اجنبی ہیں۔

"ابو کے ملنے والے ہوں گے، ہمارے گھر تو لوگوں کا آنا جانا لگا ہی رہتا ہے، بزنس کے سلسلے میں بہت لوگوں سے ملنا پڑتا ہے۔" وہ بہت آرام سے کہتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر اس طرف چلی گئی۔ سمعیہ چپ چاپ کھڑی چند لمحے تو انہیں دیکھے گئی پھر واپس اندر چلی آئی۔

"فردوس چچی اور سجیلہ کتنی زیادہ پر اعتماد ہیں ہر طرح کے حالات کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لینے کی صلاحیت رکھنے والی، نہ کوئی فکر، نہ اندیشے اور نہ ہی شاید کوئی اخلاقی اقدار جن کی یہاں ہر وقت ہی سر پر فکر سوار رہتی ہے۔" وہ گھر کے چھوٹے موٹے کام نمٹاتے ہوئے مستقل سوچے گئی۔

"اور اب عاطف انہیں پسند آ گیا ہے تو کتنی آسانی سے انہوں نے یہاں بھی کامیابی حاصل کر لی۔" سجیلہ کے چہرے پر پھیلی پر غرور چمک، اس سچائی کا ثبوت تھی تو پھر وہ سب کیا تھا جو زری کی آنکھوں میں ایک مستقل اداسی ٹھہرا گیا تھا۔ وہ جب بھی زری کے متعلق سوچتی ایک تکلیف دہ احساس سے دوچار ہوتی۔

"ان لوگوں کو زری بے حد پسند آئی ہے، تمہارے ابا کے پاس ان کا فون آ گیا ہے۔" بے حد خوش ہو کر دوپہر تک امی نے وہ خوش خبری بھی سنا دی جو سمعیہ نے صبح سے کتنی ہی بار نہ سننے کی تمنا کی تھی۔

امی کا لہجہ خوشی سے بھیگا جا رہا تھا اور اس وقت انہیں کسی مایوس کن صورتحال سے دوچار کرنا آسان نہیں تھا پھر بھی سمعیہ نے ایک کوشش کرنی چاہی۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

"زری کی مرضی کا ضرور خیال رکھیے گا امی، مجھے نہیں لگتا کہ اسے یہ رشتہ منظور ہو گا۔"

"کیوں، کیا خرابی ہے؟" حسب توقع وہ غصے میں آنے لگیں۔ وہ کیا بتاتی کہ خرابی اس رشتے میں نہیں زری کے دل و دماغ میں ہے۔

"بھائی تمہارا کوئی ہے نہیں اور باپ کی صحت کا حال تم لوگوں کے سامنے ہے، آخر یہ بوجھ کسی طرح تو اتارنا ہے مجھے، رحم کرو تم دونوں میرے حال پر۔" وہ اتنی لاچار اور بے بس سی نظر آ رہی تھیں کہ سمعیہ سے لفظ "بوجھ" پر برا ہی نہیں منایا گیا، امی بنا اس کی طرف دوبارہ دیکھے ہوئے اپنے آنسو صاف کرتی ہوئیں سامنے والے کھلے دروازے سے دوسرے کمرے میں جا چکی تھیں۔ سمعیہ ابھی تک وہیں خاموش سی کھڑی تھی، تب عقب سے ہوتی آہٹ پر اسے مڑ کر دیکھنا پڑا، پیچھے زری کھڑی تھی۔ معلوم نہیں وہ ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی یا اس کی اور امی کی یہ دل دکھانے والی باتیں سن چکی تھی۔ سمعیہ نے اندازہ لگانا چاہا تو اس کی فوراً ہی تصدیق ہو گئی۔

"امی سے کہہ دینا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں، وہ لوگ جو چاہیں فیصلہ کریں۔" سمعیہ نے بہت غور سے اس کے چہرے پر کچھ تلاش کرنا چاہا مگر اس کا چہرہ بھی اتنا بے تاثر ہو رہا تھا جتنا کہ اس کا لہجہ تھا۔

"شاید کسی بھی بات سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔" سمعیہ نے مایوسی کے ساتھ سوچا۔

* * *

اگلا دن ہنگامہ خیز تھا۔ دادی اور امی کے درمیان، زری کی متوقع سسرال کو رضامندی دینے اور باقاعدہ بات پکی کرنے کے دن کے تعین پر مشورے جاری تھے کہ دادی کے پڑوس والی سیڑھیوں پر پھر سے شور جاگنے



لگا۔ یہ راستہ کئی مہینوں بعد کھلا تھا۔ چند منٹ تو دادی نے بمشکل صبر کیا مگر پھر امی کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتی ہوئی کھڑکی میں جا کھڑی ہوئیں۔ گیٹ کے پاس کئی لوگ کھڑے تھے۔ اختر چچا کے پورشن میں جانے والے بیرونی راستے کے آگے۔ اس چھوٹے موٹے ہجوم کی وجہ سے ٹیپو اور بوبی نے آج بہت دن بعد یہ راستہ کھولا تھا، معلوم نہیں کیا قصہ تھا۔ بس ایک ہلکا ہلکا سا شور تھا جو واضح طور پر کوئی بات سمجھنے نہیں دے رہا تھا۔ اختر چچا کا کسی

بات پر شاید جھگڑا ہو رہا تھا۔ سمعیہ بیرونی برآمدے میں جا کھڑی ہوئی، زری موجود نہیں تھی تبھی اس نے ابا کو اپنے کمرے سے نکل کر اس طرف جاتے دیکھا جہاں اختر چچا لوگوں میں گھرے کھڑے تھے۔ وہ اب کمرے سے کم کم ہی نکلتے تھے اور قدرے آہستہ چلا کرتے تھے مگر اس وقت وہ جس طرح تیز تیز قدم اٹھاتے اختر چچا کی طرف بڑھے تھے اس سے ان کی فکرمندی ظاہر ہو رہی تھی۔

"سمعیہ!" دادی اپنے کمرے کی کھڑکی سے بہت غصے کے ساتھ اسے اندر جانے کی ہدایت دے رہی تھیں۔

"خدا خیر کرے، معلوم نہیں کس بات کا تقاضا کر رہے ہیں یہ لوگ؟" دادی کے کمرے کے سامنے سے گذرتے ہوئے اس نے ان کی فکر میں ڈوبی ہوئی آواز سنی۔ سمعیہ کو یاد آیا کہ باہر کھڑے ہوئے لوگوں میں سے دو تین وہی تھے جو کل بھی اختر چچا کے گھر آئے تھے، بقول سجیلہ کے "بزنس کے سلسلے میں۔"

"ساری مصیبتیں ایک ساتھ ہی نازل ہوتی ہیں، سمجھ میں نہیں آ رہا ایسا کیا گناہ سرزد ہو گیا ہے مجھ سے۔" ان سب کو بڑی دیر بعد رخصت کرنے کے بعد اختر چچا اوپر نہیں گئے تھے بلکہ دادی کے کمرے میں آ بیٹھے تھے اور ان کی کتھا کہانی میں حیران ہونے والی کوئی بھی بات نہیں تھی۔



Book By Paksitanipoint Composing Team

سب کچھ اسی طرح پیش آرہا تھا جس طرح آنا چاہیے تھا مگر وہ پھر بھی اپنی غلطی کا سرا پکڑنے میں ناکام ہو رہے تھے۔ بزنس کافی عرصے سے نقصان میں جارہا تھا اب ایک اور بڑا نقصان اور ساجھے دار کی بے ایمانی کا قصہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بنک سے اتنے عرصے میں جتنے قعضے وہ لے سکتے تھے، لے چکے تھے اور اب وہاں سے واپسی کے نوٹس کی آخری تاریخ بھی گذرنے کو تھی، دکانیں، آفس۔۔۔ معلوم نہیں کیا کیا غرق ہونے والا تھا، یہاں نیچے کسی کو بھی ان کے اثاثوں کا تھوڑا بہت بھی اندازہ نہیں تھا اور جنہیں اندازہ تھا وہ اس سارے واویلے سے سخت بیزار دکھائی دے رہی تھیں۔

"لوگ تو ایسی صورتحال میں دس راستے ڈھونڈ لیتے ہیں، تمہاری طرح ہاتھ پاؤں پھلا کر نہیں بیٹھ جاتے ہیں!" وہ خود اپنی ہر مشکل کا حل چٹکی بجاتے میں ڈھونڈتی چلی آئی تھیں، انہیں اختر چچا ویسے بھی سخت بے وقوف اور بزدل ہی لگے تھے ہمیشہ۔ اگر وہ اتنی سمجھدار نہ ہوتیں تو معلوم نہیں کیا بننا تھا۔

دادی کے کمرے کی پرانی مسہری اور گھر کے پھیکے پڑتے رنگ و روغن کو دیکھ کر وہ ہمیشہ ہی وحشت زدہ سی ہو کر سوچا کرتی تھیں مگر اس وقت معاملہ دوسری ہی صورت اختیار کر رہا تھا۔

کم وقت میں پیسوں کا انتظام، بنک سے مدت میں توسیع کی بھاگ دوڑ اور اپنے ساتھ ہوئی جعلسازی پر کسی بھی ثبوت کا ہاتھ میں نہ ہونا۔ خود اختر چچا نے کاروبار کے نام پر جو پیسہ قرض لیا تھا اس کا بیشتر حصہ ذاتی تصرف میں استعمال ہوا تھا، گھر کی آرائش پر بے دریغ خرچ کیا جاتا رہا تھا اور ابھی بھی یہ سلسلہ نہیں رک سکا تھا، غلطی ماننے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں تھا۔ بحث ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، بہت عرصے بعد دادی کا کمرہ ایک بار پھر مرکزی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔



"میرے زیورات پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ میری سجیلہ کے لیے ہیں، اپنے ساتھ لائی مصیبتیں دور کرنے کا کوئی اور طریقہ ڈھونڈو۔" سمعیہ جب تیسری بار چائے کی ٹرے لے کر کمرے کے اندر داخل ہوئی تو فردوس چچی نہایت بے مروتی سے کہہ رہی تھیں۔

سمعیہ کی نگاہ کسی اور طرف جمی ہوئی تھی، دادی کی مسہری کے ایک کونے پر سکڑی سمٹی سی سعیدہ خالہ بیٹھی تھیں۔ شاید وہ ابھی آئی تھیں کیونکہ تھوڑی دیر پہلے تک سمعیہ نے انہیں نہیں دیکھا تھا۔ اس سارے ہنگامے کو انہوں نے کتنا سمجھا تھا یہ تو اسے اندازہ نہیں ہو سکا مگر ان کے چہرے پر پھیلی مایوسی اور خوف کی جو ملی جلی سی کیفیت تھی، وہ بے حد نمایاں ہو رہی تھی۔ وہ بڑے ہی غلط موقع پر آئی تھیں۔ کم از کم سمعیہ کو تو ایسا ہی لگا اور شاید انہیں بھی ایسا ہی لگا تھا تب ہی چند گھونٹوں میں چائے کا کپ ختم کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ معاملات اتنے گھمبیر تھے کہ کسی نے بھی انہیں مروتاً ہی بیٹھنے کو نہیں کہا۔ امی انہیں رخصت کرنے بیرونی برآمدے کی سیڑھیوں تک گئی تھیں اور

فردوس چچا باہر گیٹ تک۔ کم از کم آدھا گھنٹا، سعیدہ خالہ کے ساتھ گذار کر جب وہ اسی بے نیازی کے ساتھ سر اٹھائے واپس اندر آئیں تو معاملات کچھ نہ کچھ سیٹل ہو رہے تھے۔

ابا کسی سے ٹیلی فون پر بات ختم کر رہے تھے انہوں نے ساری زندگی صرف نیک نامی اور مخلص دوست ہی کمائے تھے۔ کسی کے ذریعے بنک کی دی گئی معیاد میں توسیع کا روشن امکان پیدا ہو رہا ہے۔

"زندگی بھر میں نے کسی سے ایک پیسہ بھی قرض نہیں لیا مگر اب مجبوری ہے دو ایک بہت پرانے دوست ہیں بے چارے اس مشکل گھڑی میں فوراً ہی کام آنے کے لیے تیار ہیں، اللہ انہیں اس کا اجر دے۔" ابا بڑی عجزی



Book By Paksitanipoint Composing Team

کے ساتھ کہہ رہے تھے "اور پھر ابھی یہ گھر بھی باقی ہے، ہم دونوں بھائیوں کی مشترکہ ملکیت اس کو بھی مورٹ گیج کرانے کی بات کی ہے میں نے۔" ابا نے اٹھ کر اختر چچا کے سر پر ہاتھ رکھا۔ "فکر مت کرو۔" اختر چچا کا سر جھکتا چلا گیا۔ وہ شاید رو رہے تھے۔ اپنی ناکامیوں پر، یا اس کمزور، بیمار بھائی سے ملے حوصلے پر، جسے وہ برسوں پہلے بھلا چکے تھے۔ فردوس چچی نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے ہلکے سے سر کو جھٹکا اور مزید بیٹھنا فضول سمجھ کر باہر نکل آئیں۔

"میں کیا بے وقوف ہوں جو اپنی جمع پونجی ان کی بے وقوفیوں کی نظر کر دیتی، اچھا ہے کریں خود ہی سارا انتظام۔" اوپر جاتے ہوئے وہ ایک بار پھر اپنی عقل، سمجھ پر بجا طور پر مغرور ہو رہی تھیں۔ سجیلہ اوپر ہی تھی وہ بے کار کی فکریں خود پر لادنے کے حق میں نہیں تھی۔ پریشانیاں صرف چہرے پر لائنوں میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔ یہ بات اس نے بہت پہلے کہیں پڑھی تھی اور تب ہی سے پلو سے باندھ رکھی تھی۔ اپنے خوبصورتی سے آراستہ لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے فردوس چچی مطمئن تھیں۔

ان کے سارے کام حسب منشا ہوتے آ رہے تھے، کسی مناسب دن، مناسب گھڑی میں ان کی سجیلہ کا عاطف جیسے اسمارٹ، خوش شکل، خوش مزاج لڑکے سے رشتہ بھی طے ہو جانا تھا جس کی قابلیت میں بہرحال کوئی شک نہ تھا۔ نیچے ہونے والے اختر چچا کے سارے واویلے کو بھلا کر انہوں نے اعتماد سے سوچا۔ رہے اختر چچا تو ان کے معاملات کتنے بھی گنجلک سہی آخر کو حل ہو جانے ہی تھے۔

اگلے کئی دن کی دوڑ دھوپ قطعی ان کا درد سر نہیں تھی۔ ابا کی بیماری، کمزوری نہ جانے کہاں غائب ہو گئی تھی۔ سویرے ہی ناشتہ کر کے وہ گھر سے نکل رہے تھے، کبھی اختر چچا کے ساتھ، کبھی اکیلے اور کبھی کوئی



انہیں آ کر لے جاتا تھا۔ دوپہر ڈھلے ان کی واپسی ہوتی اور شام کو پھر کچھ نہ کچھ مصروفیت۔ پھر بھی مجال ہے جو ان کے لبوں پر تھکن کی شکایت ہوتی، بڑے پر امید سے ہو کر وہ اختر چچا کو اپنے کمرے میں بٹھائے نہ جانے کیا باتیں کیے جاتے۔

دادی کا "حل مشکلات" والا وظیفہ جاری رہتا، امی بھی اکثر ان ہی کے پاس بیٹھی ملتیں۔ زری کے رشتے والا معاملہ فی الحال کچھ دن کے لیے دب گیا تھا۔

"اختر اتنی بڑی پریشانی میں گھرے ہوئے ہیں، کیا اچھا لگتا ہے کہ ایسے میں ہم اپنے بچوں کی خوشیاں مناتے پھریں۔" اتوار والے دن، وہ زری کو امی کی کہی بات بتا رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے ہی سجیلہ ان دونوں کو اپنی سالگرہ کا انویٹیشن دینے آئی تھی جو شام کو گھریلو پیمانے پر ہی منانے کا ارادہ تھا۔ تبھی اس کے جانے کے بعد سمعیہ کو امی کی یہ بات یاد آئی تھی۔ اپنی رضامندی کے اظہار کے بعد سے زری بڑی نارمل سی تھی سو اس کی طرف سے خدشات روز بروز کم سے کم ہوتے جا رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اس مہینے کے آخر تک ہی ان لوگوں کو باقاعدہ طور پر بلانا ممکن ہو سکے گا۔" اگلی طرف کھلنے والی کھڑکی میں وہ دونوں یو ہی کھڑی دیکھ رہی تھیں۔

"پتا نہیں!" سر کو ہلکے سے جھٹکتے ہوئے زری کھڑکی سے ہٹ گئی۔

"گردن کٹنے کی تکلیف تو خیر اپنی جگہ مگر میرے خیال میں تلوار گرنے تک کا وقفہ اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔" وہ سامنے بیڈ پر جا بیٹھی تھی اور بظاہر ہلکے



Book By Paksitanipoint Composing Team

سے مسکرائی بھی تھی۔

"کیا مطلب۔۔۔۔؟" تھوڑا سا ہڑبڑا کر سمعیہ اس کی طرف مڑی مگر باہر سے ابا زری کو آواز دے رہے تھے۔

"جی، آئی ابا" کہہ کر وہ تیزی سے اٹھ کر باہر چلی گئی۔

سمعیہ "تلوار اور گردن" والی تھیوری پر غور کرتی رہ گئی۔ سامنے گیٹ سے ملحقہ بڑا گیٹ کھلا پڑا تھا، ابھی ابھی ٹیپو اور بوبی ایک بار پھر باہر گئے تھے، سجیلہ کی چھوٹی سی پارٹی بھی بڑے بڑے انتظامات مانگتی تھی سو آج مین گیٹ کا بند ہونا ناممکن سی بات تھی۔

کبھی کبھی سمعیہ کو ان لوگوں پر بڑا ہی رشک آنے لگتا تھا، زندگی کو اگر اسی طرح بے حسی اور خود غرضی کے ساتھ گزارا جائے تو وہ کتنی آسان اور جینے کے قابل ہو جائے۔

چوپٹ کھلے گیٹ سے اسے ہمیشہ ہی سخت کوفت ہوتی تھی سو اسے کم از کم بھیڑ دینے کے خیال سے وہ کھڑکی سے ہٹ ہی رہی تھی کہ ایک بڑا ہی مانوس سا شور بہت دن بعد فضا میں گونجنے لگا۔ عاطف کی بائیک بڑی تیزی کے ساتھ اندر آئی تھی اور بجائے اختر چچا کے پورشن کی طرف جانے کے۔۔۔۔ سیدھی دادی کے کمرے کے پاس آکر رکی تھی۔ سجیلہ کی پارٹی پر ان لوگوں کا وقت سے پہلے آنا کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ حیرت سمعیہ کو اس گاڑی کی غیر موجودگی پر تھی جو سعیدہ خالہ کے گھرانے کا آج کل اسٹیٹس سمبل بنی ہوئی تھی۔

"ہو نہ ہو، نوکری سے فارغ کر دیے گئے ہیں حضرت!" سو فیصد درست اندازہ لگاتے ہوئے اسے بڑی کمینی سی خوشی حاصل ہوئی۔



پہلے کی طرح ان کے استقبال کو دوڑ کر جانے کی ذرا بھی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے، وہ اچھی خاصی دیر لگا کر کمرے سے نکلی، لاؤنج خالی پڑا تھا۔ عاطف شاید اوپر چلا گیا تھا اور زری، زری معلوم نہیں کہاں تھی، سمعیہ لاؤنج سے گزرتی ہوئی کچن میں آئی مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ فریج میں سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے اسے عاطف کی آواز سنائی دی۔

"ایک بار میرا یقین تو کرو زری، سب کچھ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے سمجھ لیا ہے۔" اس جیسا سخت ناقابل اعتبار شخص، معلوم نہیں کس بات کا یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یک بارگی تو سمعیہ کو شدید قسم کا غصہ آنے لگا۔

"اب۔۔۔۔ اب جبکہ جیسے بھی سہی زری کی زندگی کو کنارا ملنے کی امید بندھنے لگی تھی تو ایک بار پھر۔۔۔۔"

کچن کی کھلی ہوئی کھڑکی سے اسے زری دکھائی دی جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

"مان لو، یہ سب کچھ تمہاری خاطر تھا، بے شک تمہیں اس سے تکلیف پہنچی مگر کیا یہ اچھا نہیں ہوا کہ انہوں نے خود اچھے برے کا فرق پہچانا۔" عاطف کے لہجے میں بڑی عاجزی تھی اور اس طرح زری کی خوشامد کرتا ہوا وہ اتنا اچھا لگ رہا تھا کہ سمعیہ کو نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا سارا غصہ زائل ہوتا محسوس ہونے لگا۔ بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے وہ پیچھے ہٹی۔

"میں چاہتا تو بہت پہلے اپنی بات زبردستی بھی منوا سکتا تھا مگر میری خواہش تھی کہ تمہیں پوری خوشی اور پوری عزت کے ساتھ میرے گھر والے۔۔۔۔!" عاطف کی آواز اسے کچن سے نکلنے تک سنائی دی اور اس آواز



Book By Paksitanipoint Composing Team

میں اتنی سچائی تو یقیناً تھی کہ سعیدہ خالہ کو ایک پر تکلف سی چائے کے لیے یقیناً روکا جا سکتا تھا۔ وہ مسکراتی ہوئی دادی کے کمرے کی طرف مڑ گئی جہاں سعیدہ خالہ، دادی کو یہ یقین دلانے میں مصروف تھیں کہ عاطف کی جاب بدستور قائم ہے اور ماشاءاللہ ترقی کے کتنے امکانات روشن تر ہیں۔

"وہ تو آج گاڑی گئی ہوئی ہے سروس کے لیے اور پھر خود اس کا دل بھی بائیک پر آنے کو چاہ رہا تھا، اتنی تیز رفتار سے لایا میرا تو دل۔۔۔۔۔!" ایک روشن چمکیلی مسکراہٹ سمعیہ کے لبوں پر پھیلنے لگی۔

ختم شد



پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
Book By Paksitanipoint Composing Team